بانی ومہتمم: مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال
بفیض روحانی: مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ
قیادت: قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

Salmankhan Salmankhan
UPI ID: salmankhansalmankhan97861@okicici

جلد نمبر ۱
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

۱۲/مارچ ۲۰۲۶ مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۴۸ھ بروز جمعرات

شمارہ نمبر ۸۰
ISSUE (80)

ایران نے جنگ روکنے کے لیے دنیا کے سامنے تین شرائط رکھیں

تہران/واشنگٹن: (ایجنسیاں)۔
امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ ایران کی جنگ کا آج ۱۳واں دن ہے۔ ایران سے شروع ہونے والی یہ جنگ اب خلیج فارس کے ممالک تک پھیل چکی ہے۔ ایران اور اسرائیل کی جانب سے تیز رفتار حملوں کی وجہ سے مغربی ایشیا کے حالات مزید خراب ہوگئے ہیں۔ ادھر ایرانی صدر مسعود پیزشکیان نے جنگ روکنے کے لیے دنیا کے سامنے تین شرائط رکھی ہیں۔ الجزیرہ نیوز چینل کی رپورٹ کے مطابق، ایرانی صدر پیزشکیان نے کہا کہ یہ تین شرائط بے انتہا ضروری ہیں۔ اگر ایران کے قانونی حقوق کو منظوری دینے، جنگی نقصانات کا ہرجانہ بھرنے اور مستقبل میں کسی قسم کے حملے نہ کرنے کی بین الاقوامی ضمانتیں مل جائیں تو ایران فوری طور پر جنگ روک دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایران کے مذاکرات کی میز پر واپس آنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کمزور ہے۔
دوسری طرف، اس جنگ میں

اپنا بہت کچھ گنوا چکے امریکہ کے تیور اب بھی تلخ ہیں۔ امریکی میڈیا میں نشر ہونے والے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنگ کے شعلے بجھنے والے نہیں ہیں۔ ٹرمپ نے کینٹکی میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایران میں امریکہ جنگ جیت چکا ہے لیکن مشن کی تکمیل تک جنگ جاری رہے گی۔
دریں اثنا، امریکی محکمہ دفاع، پینٹاگون نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ امریکہ نے ایران جنگ کے پہلے چھ دنوں میں تقریباً ۱۱۔۳ارب ڈالر (تقریباً ایک لاکھ کروڑ روپے) خرچ کر دیئے۔ ان میں سے تقریباً ۵ ارب ڈالر (تقریباً ۴۵ ہزار کروڑ روپے) ہتھیاروں اور گولہ بارود پر خرچ ہوئے

دبئی میں پھنسے نیپالی مسافروں کے لیے خصوصی پرواز بھیجنے کی تیاری

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو: نیپال ایئر لائنز کارپوریشن این اے سی دبئی ایئرپورٹ پر پھنسے ہوئے نیپالی مسافروں کو واپس لانے کے لیے خصوصی پرواز بھیجے گی۔ خصوصی پرواز بدھ کی شب دبئی کے لیے روانہ ہوگی۔ این اے سی کے مطابق دبئی ایئرپورٹ پر

پھنسے مسافروں کو واپس لانے کے لیے خصوصی پرواز بھیجی جائے گی۔ یہ خصوصی پرواز آج رات ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پر کاٹھمنڈو سے دبئی کے لیے روانہ ہوگی۔ یہ پرواز نیپال میں پھنسے ہوئے مسافروں کو دبئی سے نیپال واپس لائے گی۔ این اے سی کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر امر تمن شریسٹھا نے بتایا کہ امریکہ ایران جنگ شروع ہونے کے بعد سے پھنسے ہوئے مسافروں کو واپس لانے کے لیے ۱۲ دنوں میں پہلی بار دبئی کے لیے خصوصی پرواز چلائی جا رہی ہے۔ تقریباً ۲۸۰ مسافر آج رات کاٹھمنڈو سے دبئی پہنچیں گے۔ اس خصوصی پرواز کا بنیادی مقصد دبئی میں پھنسے ہوئے مسافروں کی بحفاظت واپسی کو یقینی بنانا ہے۔
این اے سی نے واضح کیا کہ صرف وہ مسافر جنہوں نے ۲۸ فروری سے ۹ مارچ کے درمیان ٹکٹ خریدی لیکن سفر کرنے سے قاصر ہیں انہیں اس خصوصی پرواز میں سفر کرنے کی اجازت ہوگی۔ مسافروں سے بھی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ سفر سے پہلے اپنے ٹکٹوں کی این اے سی سے دوبارہ تصدیق کر لیں۔

۵۰،۰۰۰ نیپالی شہریوں نے بحران سے متاثرہ خلیجی ممالک سے واپسی کے لیے درخواست دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو امریکہ ایران جنگ کی وجہ سے خلیجی خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کے درمیان وہاں کام کرنے والے ۵۰ ہزار سے زائد نیپالی کارکنوں نے اپنی واپسی کے لیے حکومت کو درخواستیں دی ہیں۔ کشیدگی بڑھنے کے بعد حکومت نے وزارت خارجہ کو خلیجی ممالک میں کام کرنے والے نیپالی کارکنوں کی تفصیلات جمع کرنے کی ہدایت کی تھی۔ وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ حکومت خلیجی خطے میں تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس کے بعد، قونصلر ڈپارٹمنٹ نے ۳ مارچ کو ایک آن لائن رجسٹریشن سسٹم شروع کیا، جس میں کل ۵۱،۴۰۵ نیپالی کارکنوں نے اپنی تفصیلات درج کیں۔ وزارت خارجہ کے ترجمان لوک بہادر پاوڈیل کے مطابق رجسٹریشن کے عمل میں فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر کارکنوں کی حفاظت کی حالت کا اندازہ لگایا جا رہا ہے، اور اسی کے مطابق انخلاء کے عمل کو ترجیح دی جائے گی۔ انہوں نے کہا، آن لائن داخل کی گئی معلومات کی بنیاد پر ہم نے شناخت کیا ہے کہ کون سے نیپالی محفوظ ہیں اور

کون سے غیر محفوظ ہیں۔ جنہوں نے خود کو غیر محفوظ بتایا ہے، ان سے سفارت خانے کے ذریعے رابطہ کیا جائے گا۔ اگر کسی کو زیادہ خطرہ پایا جاتا ہے تو ان کے انخلاء کا عمل ترجیحی بنیادوں پر شروع کیا جائے گا۔ ترجمان کے مطابق مشکلات کا سامنا کرنے والے نیپالی کارکنوں کے آجروں کے ساتھ بھی رابطہ کیا جائے گا۔ حکومت نے خلیجی خطے میں رہنے والے تمام نیپالی شہریوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کی اطلاع دینے کے لیے ایک آن لائن فارم پر کریں۔ تاہم اب تک ان لوگوں کی تعداد کو عام نہیں کیا گیا ہے جنہوں نے خود کو محفوظ یا غیر محفوظ بتایا ہے۔ ابوظہبی میں نیپالی سفارتخانے کی ترجمان رنجتا دہل کے مطابق شروع میں کارکنوں میں کافی خوف تھا لیکن اب یہ خوف کسی حد تک کم ہو گیا ہے کیونکہ صورتحال کے بارے میں آگاہی بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سفارت خانہ ۲۴ گھنٹے کی ہیلپ لائن پیش کر رہا ہے اور نیپالیوں کے لیے ایئر لائنز کے ساتھ ہم آہنگی کر رہا ہے جنہیں ہنگامی صورت حال میں فوری طور پر گھر واپس جانے کی ضرورت ہے

بالین شاہ نے اولی کو ۵۰،۰۰۰ ووٹوں سے شکست دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو
راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے وزیر اعظم کے امیدوار بالین شاہ نے سابق وزیر اعظم اور نیپالی کمیونسٹ پارٹی یوایم ایل کے صدر کے پی شرما اولی کو جھاپا ضلع کے حلقہ ۵ سے تقریباً پچاس ہزار ووٹوں سے شکست دے کر بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی ہے۔ ووٹنگ کے حتمی نتائج کے مطابق بالن شاہ ۶۸،۳۴۸ ووٹ لے کر کامیاب ہوئے، جب کہ کے پی شرما اولی کو اس حلقے میں صرف ۱۸،۰۰۰ ووٹ ملے۔ اس طرح دونوں امیدواروں کے درمیان ۵۰ ہزار ووٹوں کا بڑا فرق تھا۔ پوری انتخابی مہم کے دوران اولی نے گھر گھر جا کر اپنے جھاپا حلقہ میں ووٹ مانگے، جب کہ بیلن نے تمام سات ریاستوں اور بڑے شہروں میں روڈ شو کیے، عوامی میٹنگیں کیں اور یہاں تک کہ دور دراز کے علاقوں میں انتخابی مہم چلائی۔ بالن کے وڈ شو جھاپا سے کنچن پور تک ہندوستان کی سرحد سے متصل تقریباً ۲۲ اضلاع میں پھیلے، جس کے نتیجے میں ان کی پارٹی نے ان حلقوں میں سے ۹۵ فیصد پر کامیابی حاصل کی گنتی کے نتائج کے مطابق نہ صرف اولی بلکہ سی پی این یو

ایم ایل کے دس سے زیادہ بڑے لیڈر انتخابات میں بری طرح شکست کھا چکے ہیں۔ پارٹی کے ۱۹ عہدیداروں میں سے ۱۱ نے براہ راست انتخابات میں حصہ لیا۔ الیکشن کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق اولی کے علاوہ ان کی پارٹی کے تین نائب صدور بشنو پوڈیل پرتھوی سبا ، گرونگ اور گوکرنا بشت کے ساتھ ساتھ پارٹی کے جنرل سکریٹری شنکر پوکھرل ڈپٹی جنرل سکریٹری رگھویر مہاسٹھ اور لیکھراج بھٹ بھی اپنے اپنے حلقوں سے ہار گئے۔ سکریٹری سطح کے لیڈروں میں مہیش بسنیٹ، شیر دھن رائے راجن بھٹارائی اور بھانو بھکتا دھکل بھی ہار گئے۔ اولی ۱۹۹۱ سے اب تک اسی جھاپا حلقے سے آٹھ بار الیکشن لڑ چکے ہیں۔ ۲۰۰۸ میں ماون نواز لہر کے دوران وہ صرف ایک بار ہارے تھے۔ وہ ہر دوسری بار جیت چکا ہے۔ ۲۰۱۷ اور ۲۰۲۲ کے عام انتخابات میں اولی نے اس حلقے سے ۵۰،۰۰۰ ووٹوں کے فرق سے کامیابی حاصل کی تھی۔

نیپالی عوام نے بادشاہت کے حامیوں کو مسترد کیا، سابق راجہ کی اقتدار میں واپسی کا باب ختم

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو بادشاہت کی حامی سیاست کا اہم چہرہ راشٹریہ پرجاتنتر پارٹی آر) پی پی) کو اس انتخاب میں متوقع حمایت حاصل نہیں ہوسکی۔ انتخابی مہم کے دوران پارٹی نے بادشاہت کی بحالی کو اہم مدعا بنایا تھا لیکن ووٹروں نے بھاری اکثریت سے اس ایجنڈے کو مسترد کر دیا۔ آر پی پی کے نوجوان رہنما گیانیندر شاہی جملا پارلیمانی حلقہ سے اپنی نشست برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ پارٹی سے وابستہ دیگر تمام رہنما الیکشن ہار گئے، جن میں سابق صدر اور سابق نائب وزیر اعظم کمل تھاپا، سابق پولیس سربراہ اور دو بار کے رکن پارلیمان اور وزیر دھرو بہادر پردھان بی بی سی نیپالی سروس کے کئی برسوں تک سربراہ رہے معروف صحافی رویندر مشرا اس پارٹی سے بار بار وزیر بنے دیپک بہادر سنگھ اور پارٹی کے دیگر تمام عہدیدار الیکشن ہار گئے۔ انہوں نے لکھا، ملک بھر میں عام لوگوں میں راج شاہی کے لیے بے پناہ احترام اور حمایت کے باوجود راشٹریہ پرجاتنتر پارٹی کی قیادت کی کمزوری اندرونی کشمکش اور ذاتی مفادات کی وجہ سے اسے ووٹوں میں تبدیل نہیں کیا جاسکا۔ اب میں پارٹی سیاست کے نظم و ضبط سے باہر ہو کر اس ایجنڈے کی حمایت میں آواز بلند کرتا رہوں گا۔ سیاسی تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ اس بار کے انتخابات کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیپال کی آبادی کا ایک اہم حصہ اب بادشاہت کی واپسی کے حق میں نہیں ہے۔ اس نتیجے کو نیپال میں ۲۰۰۸ کے بعد قائم ہونے والے جمہوری نظام کی قبولیت کے طور پر بھی دیکھا جا رہا ہے۔ ۲۰۰۸ میں نیپال میں باضابطہ طور پر بادشاہت کا خاتمہ ہوا تھا اور ملک کو وفاقی جمہوری جمہوریہ قرار دیا گیا تھا

متناسب (سمانوپاتک) میں بھی مدھیشی پارٹیوں کی موجودگی صفر

شفیق رضا
جنکپور: اسمبلی کے تحت ووٹوں کی گنتی بھی مکمل ہوچکی ہے۔ براہ راست اور متناسب دونوں میں ملک بھر میں نیشنل انڈیپینڈنس پارٹی کا غلبہ دیکھا جا رہا ہے۔ صرف براہ راست ہی نہیں، بلکہ متناسب میں بھی مدھیش صوبے میں مدھیشی پارٹی کہلانے والی پارٹیاں جنتا سماج وادی پارٹی (جاسپا) نیپال، جنمت پارٹی، راجندر مہتو کی قیادت میں مشترکہ طور پر الیکشن لڑنے والی نیشنل لبریشن پارٹی، ستش سنگھ کی قیادت میں سوابھیمان پارٹی پیچھے رہ گئی ہیں۔ تھریش ہولڈ عبور نہ کر سکنے کی وجہ سے مدھیش میں مضبوط گڑھ بنانے والی یہ مدھیشی پارٹیاں قومی سیاست سے باہر ہو گئی ہیں۔ متناسب ووٹوں کے نتائج کے مطابق، مدھیش میں جاسپا نیپال ایک لاکھ ۸۲ ہزار ۲۸۵ ووٹوں کے ساتھ ساتویں نمبر پر ہے، جبکہ جنمت پارٹی ۷۹ ہزار ۴۳۵ ووٹوں کے ساتھ نویں نمبر پر پہنچ گئی ہے۔ راجندر مہتو کی مشترکہ انتخابی نشان والی پارٹی نے ۶۲ ہزار ۷۹ اور سنگھ کی قیادت والی سوابھیمان پارٹی نے صرف ۸ ہزار ۱۵۴ ووٹ حاصل کیے۔ انتخابی نشان والی پارٹی دسویں نمبر

پر ہے جبکہ سوابھیمان تیئس نمبر پر ہے۔ متناسب نظام کے تحت مشترکہ انتخابی نشان کے ساتھ کل ۵۷ جماعتوں نے حصہ لیا، جن میں سے چھ جماعتیں پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی پوزیشن میں نظر آرہی ہیں، جبکہ ۵۱ جماعتیں کم از کم ووٹوں کی حد عبور نہیں کر سکیں۔ گزشتہ انتخابات میں ۴ لاکھ ۲۱ ہزار ۳۱۴ متناسب ووٹ حاصل کر کے ۵ نشستیں جیتنے والی جنتا سماج وادی پارٹی، ۳ لاکھ ۹۴ ہزار ۶۵۵ ووٹ حاصل کر کے ۵ نشستیں جیتنے والی جنمت پارٹی اس بار تھریش ہولڈ پار نہیں کر سکی۔ مہنت ٹھاکر کی لوک سبھا جاسپا نیپال میں ضم ہو چکی ہے۔ لوک سبھا نے براہ راست میں چار نشستیں جیتیں، لیکن تھریش ہولڈ عبور نہ کر سکنے کی وجہ سے متناسب میں نشستیں حاصل نہیں کر سکی۔ حالیہ ووٹوں کے نتائج کے مطابق، متناسب میں ایک کروڑ سات لاکھ ۳۹ ہزار ۱۱۵ درست ووٹوں کی گنتی میں نیشنل انڈیپینڈنس پارٹی نے ۵۱ لاکھ ۳۹ ہزار ۲۳۵ ووٹوں کے ساتھ برتری حاصل کر لی ہے۔ نیپالی کانگریس نے ۱۷ لاکھ ۴۹ ہزار ۵۸۳، نیپال کمیونسٹ پارٹی (ایملے) نے ۱۴ لاکھ ۴ ہزار ۸۵۴، نیپال کمیونسٹ پارٹی (ماؤسٹ) نے ۸ لاکھ ۵ ہزار ۳۷۷، شریم سنسکرتی پارٹی نے ۳ لاکھ ۸۷ ہزار ۶۴۹ اور نیشنل ریپبلکن پارٹی نے ۳ لاکھ ۲۹ ہزار ۲۷۴ ووٹ حاصل کیے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے علاوہ دیگر جماعتیں تھریش ہولڈ عبور نہیں کر سکیں۔

ہم نے عوام سے جو بھی وعدہ کیا ہے وہ کر کے دکھائیں گے: روی لامیچھانے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
چتوان
عام انتخابات ۲۰۲۶ میں راشٹریہ سوتنتر پارٹی کی بھاری اکثریت سے کامیابی کے بعد، پارٹی چیئرمین روی لامیچھانے نے عوام سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے کا پختہ عزم دہرایا ہے۔ نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے صدر روی لامچھانے نے کہا ہے کہ وہ ان تمام کاموں کو شروع کریں گے جن کا شہریوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہفتہ کی صبح چتوان الیکشن آفیسر کے دفتر میں سرٹیفکیٹ جمع کرنے کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ ووٹ مانگنے کے دوران عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے اس بھاری مینڈیٹ نے ان پر ایک بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ان کی پارٹی شہریوں سے کیے گئے تمام وعدوں کو احتیاط اور جوابدہی کے ساتھ پورا کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ "انہوں نے عہد

کو دیکھ کر ہمیں ووٹ دیا ہے۔ ہم نے جے جے کے ذریعے جو کچھ کہا ہے اسے ہم عزم کے ساتھ پورا کرنا شروع کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شہریوں کی توقعات سے آگاہ ہیں اور اس کے مطابق کام کریں گے۔ روی لامیچھانے نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ایک "شہری معاہدہ پیش کیا تھا جس میں بدعنوانی کا خاتمہ، روزگار کی فراہمی، اور اگلے پانچ سالوں میں فی کس آمدنی کو دوگنا کر کے ۳،۰۰۰ ڈالر تک پہنچانے جیسے بڑے وعدے شامل ہیں۔ اس سیاسی اتحاد کے تحت، کٹھمنڈو کے میئر بالین شاہ کو وزیر اعظم کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ روی لامیچھانے نے واضح کیا ہے کہ وہ اور بالین شاہ مل کر ملک کی تعمیرِ نو اور عوامی امنگوں کے مطابق کام کریں گے۔ انہوں نے کہا، ہم بغیر کسی خوف اور گھبراہٹ کے، تحمل، ضبط نفس اور ہر ایک کے لیے احترام کے ساتھ کام کریں گے۔ ہم سب سے پر اعتماد رہنے کی درخواست کرتے ہیں۔

اولی نئی پارلیمنٹ میں نہیں ہوں گے: الیکشن میں تمام پارٹی عہدیداروں کو شکست

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو
نیپالی کمیونسٹ پارٹی یو ایم ایل) کے دس سے زیادہ سرکردہ لیڈران بشمول سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی نیپال کے ایوان نمائندگان کے انتخابات میں شکست کھا گئے ہیں۔ پارٹی کے ۱۹ عہدیداروں میں سے ۱۱ نے براہ راست انتخابات میں حصہ لیا۔ الیکشن کمیشن کے مطابق سی پی این یو ایم ایل کے صدر کے پی شرما اولی ان کے تین نائب صدور وشنو پوڈیل پرتھوی سبا گرونگ اور گوکرنا بشت انتخابات ہار گئے۔ اسی طرح پارٹی کے جنرل سکریٹری شنکر پوکھرل، ڈپٹی جنرل سکریٹری رگھویر مہاسٹھ اور لیکھراج بھٹ بھی اپنے اپنے حلقوں سے

ہار گئے۔ سکریٹری سطح کے لیڈروں میں مہیش بسنیٹ شیر دھن رائے راجن بھٹارائی اور بھانو بھکتا دھکل بھی ہار گئے۔ پارٹی کے کچھ دیگر عہدیداران متناسب فہرست میں شامل ہیں، لیکن اس کے لیے پارٹی کو کم از کم ۳ فیصد ووٹوں کی حد کو پورا کرنا ہوگا۔ چونکہ پارٹی اپنے براہ راست منتخب اراکین میں ایک بھی خاتون کو شامل نہیں کرتی، اس لیے ۳ فیصد ووٹ حاصل کرنے کے بعد بھی خواتین کو اولین ترجیح دینی ہوگی۔ اس لیے متناسب نظام کے ذریعے کسی بھی مرد عہدیدار کا انتخاب مشکل نظر آتا ہے۔

افغان سرحد پر ژوب سیکٹر میں گولہ باری کے بعد پاکستان کا دعویٰ، دہشت گرد کیمپ سے فرار

راولپنڈی: (ایجنسیاں)
پاکستان اور افغانستان کی سرحد سے منسلک ژوب سیکٹر میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر شدید گولہ باری کے بعد پاکستانی سیکیورٹی فورسز نے دعویٰ کیا ہے کہ دہشت گرد خوف وہراس میں اپنے کیمپوں سے فرار ہو گئے۔
دنیا نیوز چینل نے بدھ کی صبح دفاعی ذرائع کے حوالے سے یہ اطلاع دی۔ رپورٹ کے مطابق پاکستانی سیکیورٹی فورسز نے جوابی کارروائی میں گولہ باری کی۔ فوج نے ضلع ژوب سیکٹر میں افغان طالبان کے زیر استعمال کیمپ نمبر ۲ اور کیمپ نمبر ۳ کو نشانہ بنایا۔ فوج کی کارروائی سے دہشت گرد اسلحہ اور ساز و سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ دفاعی حکام کا کہنا ہے کہ آپریشن غضب الحق اس وقت جاری ہے اور اپنے مقصد کے حصول تک جاری رہے گا۔ افغانستان کی جانب سے اس واقعے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے۔

سوئٹزر لینڈ میں بس کا خوفناک واقعہ: شخص نے خود کو آگ لگالی، ۶ افراد ہلاک، ۵ زخمی

سوئٹزر لینڈ: (نیوز ایجنسی) سوئٹزر لینڈ میں ایک مسافر بس میں آگ لگنے کے نتیجے میں ۶ افراد ہلاک اور ۵ زخمی ہو گئے۔ رپورٹس کے مطابق ایک شخص نے مبینہ طور پر خود پر پٹرول چھڑک کر آگ لگالی جس کے باعث بس شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔ یہ واقعہ فریبورگ کینٹن کے علاقے کرزرز میں پیش آیا۔ ریسکیو ٹیمیں اور فائر بریگیڈ فوری طور پر موقع پر پہنچ گئیں اور زخمیوں کو اسپتال منتقل کیا گیا۔ پولیس نے واقعہ کی تحقیقات شروع کر دی ہیں

ایران جنگ میں تقریباً ۱۴۰ امریکی فوجی زخمی ہوئے: پینٹاگون

واشنگٹن (ایجنسیاں)۔ پینٹاگون نے منگل کو کہا کہ ایران کے خلاف جنگ شروع ہونے سے اب تک حملوں میں تقریباً ۱۴۰ امریکی فوجی اہلکار زخمی ہو چکے ہیں۔ پینٹاگون کے ترجمان شان پارنیل نے ایک بیان میں کہا، ان میں سے زیادہ تر معمولی زخمی تھے اور ۱۰۸ سروس ممبران پہلے ہی ڈیوٹی پر واپس آچکے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا، 'سروس کے آٹھ ارکان شدید زخمیوں کے طور پر درج ہیں اور انہیں اعلیٰ درجے کی طبّی امداد مل رہی ہے۔ امریکی فوج نے پہلے کہا تھا کہ تنازع کے اوائل میں ایرانی

حملوں میں سات امریکی فوجی اہلکار ہلاک بھی ہوئے تھے۔ امریکی اور اسرائیلی افواج نے ۲۸ فروری کو ایران پر حملہ کیا اور ایران نے میزائل اور ڈرون حملوں سے جواب دیا جس کے بعد سے تینوں ممالک میں جنگ جاری ہے۔ پینٹاگون کے سربراہ پیٹ ہیگستھ نے منگل کے اوائل میں کہا تھا، ایران کے خلاف امریکی حملے تیز ہو رہے ہیں جبکہ ایران کی طرف سے داغے جانے والے ڈرونز اور میزائلوں کے حجم میں ڈرامائی طور پر کمی آئی ہے۔ ہندوستھان سماچار

جنگ میں ایران کلسٹر بم استعمال کر رہا ہے: اسرائیل

تل ابیب: (ایجنسیاں) اسرائیل نے کہا ہے کہ ایران گزشتہ ۱۰ دن سے جاری جنگ کے دوران مسلسل کلسٹر بم استعمال کر رہا ہے۔ اسرائیل کے مطابق ایران کے اس اقدام نے اسرائیل کے فضائی دفاعی نظام کے لیے ایک پیچیدہ اور مہلک چیلنج پیدا کر دیا ہے۔ کلسٹر بم فضا میں اونچائی پر پھٹتا ہے اور اس سے کئی چھوٹے چھوٹے بم (بم لیٹس) نکل کر بڑے علاقے میں پھیل جاتے ہیں۔ یہ چھوٹے بم رات کے وقت نارنجی رنگ کے آگ کے گولوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں اور انہیں فضا میں روکنا یا ان کا بروقت پتا لگانا کافی مشکل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کلسٹر بم انتہائی خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ اسرائیل عام طور پر ایران کے حملوں اور ان سے ہونے والے نقصانات کی تفصیلات عوام کے سامنے ظاہر نہیں کرتا، لیکن حالیہ دنوں میں اسرائیلی حکام نے عوام کو ان یہ بم زمین پر بغیر پھٹے بھی پڑے رہ سکتے ہیں اور بعد میں کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں۔ منگل کے روز وسطی اسرائیل میں ایک تعمیراتی مقام پر ہونے والے دھماکے میں دو افراد سمیت کم از کم تین افراد ہلاک ہو گئے۔ کلسٹر بم کے استعمال پر عالمی سطح پر پابندی عائد ہے اور ۱۲۰ سے زائد ممالک اس کے استعمال نہ کرنے کے بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کر چکے ہیں، تاہم اسرائیل، امریکہ اور ایران نے اس معاہدے پر دستخط نہیں کیے ہیں۔ اس ہتھیار کا استعمال اس سے پہلے ہتھیاروں کے خطرات کے بارے میں آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ بھی مختلف تنازعات میں ہو چکا ہے، جن میں ۲۰۰۶ میں ایران کے حمایت یافتہ لبنانی عسکریت پسند گروہ حزب اللہ کے خلاف اسرائیل کی جنگ بھی شامل ہے۔ اسرائیلی فوج کے ایک اہلکار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر منگل کو بتایا کہ ایران کی جانب سے اسرائیل پر داغے جانے والے تقریباً آدھے بم کلسٹر بم تھے۔ اسرائیل کے قومی سلامتی مطالعاتی ادارے کے سینئر محقق یہوشوعا کالیسکی کے مطابق اسرائیل کا فضائی دفاعی نظام آئرن ڈوم کم فاصلے اور کم اونچائی سے داغے گئے چھوٹے راکٹوں کو روکنے کے لیے بنایا گیا ہے، لیکن یہ کلسٹر بم کو روکنے کے لیے مؤثر نہیں کیونکہ یہ فضا میں پھٹنے کے بعد درجنوں چھوٹے بم چھوڑ دیتے ہیں جو بڑے علاقے میں پھیل جاتے ہیں

ایران کے ساتھ جنگ جلد ختم ہو جائے گی نشانہ بنانے کے لیے کچھ باقی نہیں بچا: ٹرمپ

واشنگٹن: (ایجنسیاں)
صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ جنگ جلد ختم ہو جائے گی کیونکہ اب عملی طور پر ایسا کچھ باقی نہیں بچا جسے نشانہ بنایا جا سکے۔ ٹرمپ نے ویب سائٹ 'ایکسیس' کے ساتھ پانچ منٹ طویل گفتگو کے دوران مزید کہا کہ اب صرف کچھ معمولی چیزیں باقی ہیں، میں جب بھی اسے ختم کرنا چاہوں گا یہ ختم ہو جائے گی۔ ویب سائٹ کے مطابق ٹرمپ نے علانیہ طور پر اشارہ دیا کہ ان کا آپریشن بڑی حد تک اپنے اہداف حاصل کر چکا ہے تاہم امریکی اور اسرائیلی حکام نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکی صدر نے ابھی تک لڑائی روکنے کے حوالے سے کوئی اندرونی ہدایت جاری نہیں کی ہے۔ ٹرمپ نے ویب سائٹ کو بتایا کہ جنگ بالکل ٹھیک سمت میں جا رہی ہے اور ہم اپنے مقررہ وقت سے بہت آگے ہیں۔ ہم نے ایران کو اس سے کہیں زیادہ نقصان پہنچایا ہے جس کی ہم نے ابتدائی چھ ہفتوں کے دوران توقع کی تھی۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بقیہ مشرق وسطیٰ پر نظریں جمائے بیٹھے تھے، اب وہ ان ۴۷ برسوں کی قیمت چکا رہے ہیں جو انہوں نے موت اور تباہی پھیلانے میں گزارے۔ یہ ان کا بدلہ ہے اور وہ اتنی آسانی سے سزا سے نہیں بچ پائیں گے۔ مصنوعی ذہانت کا استعمال
امریکی سینٹرل کمانڈ نے بدھ کو اعلان کیا ہے کہ وہ ایرانی فضائی حدود کے وسیع رقبے پر کنٹرول حاصل کر چکی ہے۔ سینٹرل کمانڈ کے سربراہ ایڈمرل بریڈ کوپر نے بریفنگ کے دوران تصدیق کی کہ امریکی افواج ایران پر حملوں کے لیے مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) کا استعمال کر رہی ہیں انہوں نے مزید کہا کہ ایران پر ہمارے حملے فیصلہ کن اور غیر متوقع ہیں اور ہم ایران کے خلاف بھرپور طاقت کا استعمال جاری رکھیں گے۔ سینٹرل کمانڈ نے اس بات پر زور دیا کہ ان کی توجہ اس نکتے پر مرکوز ہے کہ ایران کو آبنائے ہرمز میں جہاز رانی کی آمد و رفت میں خلل ڈالنے کی اجازت نہ دی جائے۔
امریکی سینٹرل کمانڈ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ایرانی بحریہ کا بیڑا اب جنگ سے باہر ہو چکا ہے اور ہم نے سلیمانی کلاس کی آخری ایرانی کشتی کو بھی تباہ کر دیا ہے۔

پوتن کی مسعود پزشکیان سے فون پر گفتگو، کشیدگی کو فوری روکنے پر زور

ماسکو: (ایجنسیاں)
۔روس کے صدر ولادی میر پوتین نے ایک ہفتے کے دوران دوسری مرتبہ اپنے ایرانی ہم منصب مسعود پزشکیان کے ساتھ ٹیلی فون پر رابطہ کیا ہے، جس کا اعلان کریملن کی جانب سے کیا گیا ہے۔ اس ٹیلیفونک گفتگو کے دوران صدر پوتین نے مشرق وسطیٰ میں کشیدگی کو فوری طور پر قابو میں رکھنے کی اپیل کی۔ یہ رابطہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ اسی طرح کی گفتگو کے ایک روز بعد سامنے آیا ہے۔ کریملن نے ایک بیان میں کہا ہے کہ روسی صدر نے تنازعے کو تیزی سے روکنے اور سیاسی ذرائع سے اس کے حل کے حق میں اپنے اصولی موقف کا اعادہ کیا ہے۔ بیان میں مزید بتایا گیا کہ ایرانی صدر مسعود پزشکیان نے روس کی جانب سے ملنے والی حمایت، بالخصوص ایران کو فراہم کی جانے والی انسانی امداد پر شکریہ ادا کیا۔ یاد رہے کہ پوتین اور مسعود پزشکیان کے درمیان گذشتہ گفتگو چھ مارچ کو خلیجی ممالک کے رہنماوں کے ساتھ مذاکرات کے سلسلے کے بعد ہوئی تھی۔ اس کے بعد سنہ ۹ مارچ کو صدر پوتین نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے بھی ٹیلی فونک رابطہ کیا تھا۔ یہ پیش رفت ایک ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب کریملن نے امریکیوں کے ساتھ ان مذاکرات پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا ہے جن کا تعلق مبینہ طور پر روس کی جانب سے ایران کو انٹیلی جنس معلومات کی فراہمی سے ہے۔ امریکی میڈیا نے دعویٰ کیا تھا کہ روس مشرق وسطیٰ میں ایرانی حملوں کی حمایت کے لیے معلومات فراہم کر رہا ہے۔ امریکی اخبار 'واشنگٹن پوسٹ' اور خبر رساں ایجنسی 'ایسوسی ایٹڈ پریس' نے ماسکو پر الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے اتحادی ایران کو ایسی معلومات فراہم کر رہا ہے جس سے تہران کو امریکہ اور اسرائیل کے حملوں کے جواب میں مشرق وسطیٰ میں ممکنہ امریکی اہداف کی نشاندہی کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ جب اس موضوع پر صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی اہمیت کم کرتے ہوئے کہا کہ اگر انہیں معلومات مل بھی جائیں تو وہ ان کے لیے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوں گی، جبکہ وزیر دفاع پیٹ ہیگستھ نے کہا کہ وہ اس حوالے سے زیادہ فکر مند نہیں ہیں۔ دوسری جانب امریکی صدر کے خصوصی ایلچی اسٹیو وِٹکوف نے صحافیوں کو بتایا کہ انہوں نے روس سے 'سختی' کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایران کو اس قسم کی انٹیلی جنس معلومات فراہم کرنا بند کرے، تاہم ماسکو نے اس کی کبھی تصدیق نہیں کی ہے۔ کریملن کے ترجمان دمیتری پیسکوف نے منگل کے روز اپنی روزانہ کی بریفنگ میں کہا کہ وِٹکوف اپنے روسی ہم منصبوں کے ساتھ مستقل رابطے میں ہیں اور یہ رابطہ چینل حساس ترین موضوعات پر پیغامات کے تبادلے کی اجازت دیتا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا پیر کی شام صدر ولادیمیر پوتین اور ڈونلڈ ٹرمپ کے درمیان ہونے والی گفتگو میں یہ موضوع زیرِ بحث آیا تو انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔

ہندوستانی طلبہ ایران سے آرمینیا کے راستے آئیں گے

نئی دہلی/بھارت (ایجنسیاں)
ایران میں زیرِ تعلیم بھارتی طلبہ نے بڑھتے ہوئے سکیورٹی خدشات کے پیش نظر ملک چھوڑنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ پہلے گروپ کے جمعرات کو آرمینیا کی سرحد کی طرف روانہ ہونے کی توقع ہے کیونکہ انخلا کے منصوبے بتدریج تیار کیے جا رہے ہیں۔ طلبہ کو دی گئی معلومات کے مطابق تہران یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز، ایران یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز اور شہید بہشتی یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز میں زیرِ تعلیم طلبہ کو انخلا کے لیے دو راستے دیے گئے ہیں - ایک آرمینیا کے ذریعے اور دوسرا آذربائیجان کے راستے۔
حکام اور طلبہ تنظیمیں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے رابطے میں ہیں کہ جو طلبہ واپس جانا چاہتے ہیں وہ محفوظ طریقے سے مقررہ سرحدی مقامات تک پہنچ سکیں۔ تاہم کئی طلبہ نے زمینی سرحد عبور کرنے کے بجائے تجارتی پروازوں کے ذریعے براہِ راست بھارت واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بڑی تعداد میں طلبہ نے فلائی دبئی کی پروازوں کی بکنگ کر لی ہے جو ۱۵ مارچ، ۱۶ مارچ اور اس کے بعد کے دنوں میں روانہ ہوں گی، جس کے ذریعے وہ قریبی بین الاقوامی ہوائی اڈوں تک پہنچ کر وطن واپس جا سکیں گے۔ دوسری جانب شیراز یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز میں زیرِ تعلیم ۸۶ بھارتی میڈیکل طلبہ کے لیے مقامی حکام نے ایک الگ انخلا راستہ تجویز کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت طلبہ شیراز - قم - باکو ایئرپورٹ (آذربائیجان) کے راستے سفر کر سکتے ہیں، جہاں سے وہ بھارت کے لیے بین الاقوامی پروازیں لے سکیں گے۔ یہ انخلا انتظامات ایران کی مختلف یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم بھارتی طلبہ میں بڑھتی ہوئی بے چینی کے درمیان کیے جا رہے ہیں، جہاں بہت سے طلبہ صورتحال پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور طلبہ تنظیموں اور عوامی نمائندوں سے مدد طلب کر رہے ہیں۔ محمد مومن خان، جو آل انڈیا میڈیکل اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جموں و کشمیر کے صدر ہیں، نے بتایا کہ انہیں گلستان یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز، کرمان یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز اور اصفہان یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز میں زیرِ تعلیم بھارتی طلبہ کی جانب سے مسلسل پریشان کن فون کالز موصول ہو رہی ہیں۔ ان کے مطابق کئی طلبہ حکام سے انخلا کے انتظامات کرنے کی درخواست کر رہے ہیں کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ اس وقت ایران کے کسی بھی حصے میں حالات محفوظ نہیں ہیں۔
انہوں نے کہا: "طلبہ مسلسل فون کر رہے ہیں اور انخلا کی درخواست کر رہے ہیں کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ اس وقت ایران کا کوئی بھی حصہ محفوظ نہیں ہے۔" انہوں نے سیاسی نمائندوں کی کوششوں کو بھی سراہا جو طلبہ کے ساتھ رابطے میں ہیں اور مدد فراہم کر رہے ہیں۔ خان نے رکن پارلیمنٹ آغا سید روح اللہ مہدی کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بھارتی طلبہ کے مسائل متعلقہ حکام تک پہنچانے اور ان کی محفوظ واپسی میں مدد کے لیے مسلسل تعاون کیا۔ آنے والے دنوں میں مزید گروپوں کے روانہ ہونے کی تیاری کے ساتھ طلبہ اور ان کے اہلِ خانہ کو امید ہے کہ محفوظ سفر اور واپسی کے انتظامات مزید بہتر ہوں گے کیونکہ زیادہ سے زیادہ لوگ بھارت واپس آنے کی کوشش کر رہے ہیں

کاٹھمانڈو کی ہوا آلودہ، اے کیو آئی ۲۰۰ کے قریب

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو دارالحکومت کاٹھمنڈو اس وقت شدید فضائی آلودگی کی زد میں ہے۔ شہر کا ایئر کوالٹی انڈیکس (اے کیو آئی) ۲۰۰ کے قریب پہنچ گیا ہے، جسے انتہائی غیر صحت بخش زمزہ سمجھا جاتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ہوا میں موجود انتہائی باریک ذرات پی ایم ۲٫۵ آلودگی کی بڑی وجہ ہیں۔ یہ ذرات صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں اور خاص طور پر بچوں، بزرگوں اور پہلے سے بیمار افراد کے لیے سنگین خطرہ ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے ڈائریکٹر جنرل گیان راج سویدی نے کہا کہ کاٹھمنڈو کی خراب ہوا کے معیار کے لیے شہری اخراج اور موسم کی خراب صورتحال دونوں ذمہ دار ہیں۔ پرسکون ہوائیں اور بارش کی کمی کی وجہ سے دھواں گرد و غبار اور دیگر آلودگی فضا میں پھیل نہیں پاتے اور وادی میں ہی جمع ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گاڑیوں سے نکلنے والا دھوا بالخصوص ڈیزل سے چلنے والی گاڑیاں جو مقررہ معیار سے زیادہ اخراج کرتی ہیں، آلودگی کا بڑا ذریعہ بن گئی ہیں۔ صنعتی سرگرمیاں تعمیراتی دھول بائیو ماس جلانا اور گھریلو ایندھن کا استعمال بھی ہوا کو آلودہ کر رہا ہے۔ محکمہ ماحولیات کا خیال ہے کہ کاٹھمنڈو کے آس پاس کے علاقوں کی آلودگی اور موسمی جنگلات میں لگنے والی آگ بھی صورتحال کو مزید خراب کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تیزی سے شہری کاری نے توانائی کی کھپت نقل و حمل کی طلب اور صنعتی سرگرمیوں میں اضافہ کیا ہے، جس کے نتیجے میں پی ایم ۲٫۵ کاربن مونو آکسائیڈ اور نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ جیسے آلودگی کی سطح میں اضافہ ہوا ہے۔

لبنان میں اسرائیلی حملوں میں شدت، ۵۷۰ افراد جاں بحق اور ۷ لاکھ سے زائد بے گھر

بیروت: (ایجنسیاں)۔ اسرائیلی فوج نے جنوبی لبنان اور بیروت کے جنوبی ضاحیہ پر نئے سرے سے فضائی حملے کیے ہیں۔ یہ حملے اسرائیلی فوج کی جانب سے انخلاء کے نئے انتباہات جاری کرنے کے بعد کیے گئے جبکہ حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان جنگ کے آغاز سے اب تک حکام کے مطابق تقریباً ۷ لاکھ ۶۰ ہزار افراد نقل مکانی کر چکے ہیں۔ لبنانی حکومت کے ڈیزاسٹر مینجمنٹ یونٹ نے اپنی روزانہ کی رپورٹ میں بتایا ہے کہ دو مارچ سے اب تک خود کو رجسٹر کروانے والے متاثرین کی تعداد ۷ لاکھ ۵۹ ہزار ۳۰۰ ہو چکی ہے جن میں سے ایک لاکھ ۲۲ ہزار سے زائد افراد حکومت کے زیر انتظام سرکاری پناہ گاہوں میں مقیم ہیں۔ حکام نے بیروت کی سپورٹس سٹی جیسے سرکاری مراکز اور سکول پناہ گاہوں میں تبدیل کر دیے ہیں۔ دوسری جانب سرکاری نیشنل نیوز ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ اسرائیلی جنگی طیاروں نے کچھ دیر قبل جنوبی ضاحیہ کے علاقے حی الجاموس پر شدید بمباری کی۔ اسرائیلی فوج نے بڑے پیمانے پر انخلاء کے نوٹس دینے کے بعد اس علاقے میں حزب اللہ کے انفراسٹرکچر پر حملوں کا دعویٰ کیا ہے۔ فضائی حملے کے بعد علاقے میں عمارتوں کے اوپر سے دھوئیں کے بادل اٹھتے دکھائی دیے۔ نیشنل نیوز ایجنسی کے مطابق یہ کارروائی جنوبی لبنان کے شہر صور کے قریب ایک عمارت پر اسرائیلی حملے کے بعد ہوئی جبکہ اسرائیل نے صیدا شہر کی ایک عمارت کو بھی خالی کرنے کا انتباہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ جنوبی لبنان کے مختلف دیہات پر اسرائیلی بمباری کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ لبنانی وزارت صحت کے اعداد و شمار کے مطابق لبنان میں اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں اب تک ۵۷۰ افراد جاں بحق اور ۱۴۴۴ زخمی ہو چکے ہیں۔ حزب اللہ نے منگل کو چار علیحدہ بیانات میں جنوبی لبنان کے قصبے الخیام کے گرد و نواح میں اسرائیلی فوجیوں کے اجتماعات پر راکٹ باری کا اعلان کیا۔ یہ وہ اہم محور ہے جہاں گذشتہ ہفتے اسرائیلی افواج نے دراندازی کی تھی۔ حزب اللہ نے سرحدی قصبے عدیسہ کے مضافات میں خلہ المحافر کے مقام پر اسرائیلی فوجیوں اور گاڑیوں کے اجتماع کو بھی راکٹوں سے نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔ مشرق وسطیٰ کی یہ جنگ دو مارچ کو لبنان تک اس وقت پہنچی جب تہران کے حمایت یافتہ گروپ نے امریکہ اور اسرائیل کے حملوں کے پہلے روز ایرانی سپریم لیڈر علی خامنہ ای کی ہلاکت کے جواب میں اسرائیلی علاقوں پر راکٹ داغے۔ تب سے اسرائیل لبنان پر وسیع پیمانے پر فضائی حملوں اور جنوبی حصوں میں زمینی دراندازی کے ذریعے جواب دے رہا ہے۔ نیشنل نیوز ایجنسی کے مطابق پیر کی رات سے جنوبی اور مشرقی لبنان کے دیہات پر اسرائیلی حملے جاری ہیں۔
اسرائیل نے گذشتہ رات جنوبی اور مشرقی لبنان کے دیہات پر بمباری کی جس میں حزب اللہ کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ لبنانی نیشنل نیوز ایجنسی کے مطابق دشمن کے جنگی طیاروں نے رات گئے جنوبی لبنان کے علاقوں المجادل، شقرا، صریفا اور جزین کے علاقے ریحان پر حملے کیے۔ اسی طرح مغربی بقاع میں عین التینہ کی بلندیوں پر بھی بمباری کی گئی۔ اسرائیلی فوج نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس کی فورسز نے گذشتہ روز لبنان میں القرض الحسن ایسوسی ایشن کے مالیاتی مراکز پر نئے حملے کیے ہیں۔ اس سے قبل اسرائیلی فوج نے لبنان سے شمالی اسرائیل کی طرف راکٹ داغنے والے پلیٹ فارم کو تباہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ ادھر حزب اللہ نے کہا ہے کہ اس نے تل ابیب کے قریب اسرائیلی رملہ بیس کو مخصوص میزائلوں سے نشانہ بنایا ہے۔ حزب اللہ کے مطابق یہ کارروائی لبنان کے متعدد علاقوں میں جاری اسرائیلی حملوں کے جواب میں کی گئی ہے۔

وفاقی پارلیمنٹ کے نو منتخب ارکان نے حلف لیا۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وفاقی پارلیمنٹ کے نومنتخب ارکان کو نیپال کے آئین کے آرٹیکل ۸۶ کے سیکشن ۲ کے مطابق پیر کو سنگھا دربار میں قومی اسمبلی کے اسپیکر نارائن پرساد دہل نے عہدے اور رازداری کا حلف دلایا۔ حلف برداری کے بعد اسپیکر دہل نے انہیں پارلیمنٹ کا سرکاری نشان پیش کیا اور ان کی کامیاب

مدت کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ قومی اسمبلی کے کل ۵۹ ارکان ہیں۔ آئینی طور پر اس کے ایک تہائی ارکان ہر دو سال بعد منتخب ہوتے ہیں۔ ۲۵ جنوری کو قومی اسمبلی کی ۱۸ نشستوں کے لیے انتخابات ہوئے۔ مختلف صوبوں سے نئے اراکین کا انتخاب کیا گیا۔ روشنی میچی سومناتھ پورٹیل اور سنیل بہادر تھاپا کوشی پردیش سے منتخب ہوئے۔ ریکھا کماری، جھا دھرمیندر پاسوان رنجیت کرنا اور مہنت ٹھاکر مدھیہ پردیش سے منتخب ہوئے۔ اسی طرح گیتا دیو کوٹا اور پریم پرساد دنگل باگمتی صوبے سے منتخب ہوئے۔ جگت تملسینا اور سمجھنا دیو کوٹا صوبہ گندگی سے جیت گئے۔ رام کماری جھانکھی، چندر بہادر کے سی، اور واسودیو گھمیرے صوبہ لمبینی سے منتخب ہوئے۔ بینا سنگھ رکھال اور للت جنگ شاہی صوبہ کرنالی سے جبکہ لیلا کماری بھنڈاری اور کھمب بہادر کھائی سدور پشچیم صوبے سے قومی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے۔

بھارتی وزیر اعظم مودی، کی روی لامیچھانے اور بالین شاہ سے گفتگو

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی نے نیپال کی راشٹریہ سواتنترا پارٹی (آر ایس پی) کے رہنما رابی لامیچھانے اور پارٹی کے سینئر رہنما بالن شاہ سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے حالیہ پارلیمانی انتخابات میں ان کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ رپورٹس کے مطابق مودی نے دونوں رہنماؤں کے ساتھ الگ الگ ٹیلی فونک گفتگو کی اور نیپال کے انتخابات میں آر ایس پی کی نمایاں کامیابی کو سراہا۔ انہوں نے نئی حکومت کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بھارت نیپال کے ساتھ مل کر مشترکہ ترقی، خوشحالی اور عوامی فلاح کے لیے کام جاری رکھے گا۔ وزیر اعظم مودی نے اس موقع

پر کہا کہ بھارت اور نیپال کے درمیان تاریخی اور قریبی تعلقات موجود ہیں اور انہیں امید ہے کہ نئی قیادت کے تحت دونوں ممالک کے تعلقات آئندہ برسوں میں مزید مضبوط ہوں گے۔ واضح رہے کہ نیپال میں ۵ مارچ ۲۰۲۶ کو پارلیمانی انتخابات منعقد ہوئے جن میں راشٹریہ سواتنترا پارٹی کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس انتخاب میں ملک کی ۲۷۵ رکنی ایوانِ نمائندگان کے ارکان کا انتخاب کیا گیا سیاسی مبصرین کے مطابق آر ایس پی کی کامیابی نیپال کی سیاست میں ایک بڑی تبدیلی کی علامت سمجھی جا رہی ہے، جبکہ نوجوان رہنما بالن شاہ کو نئی قیادت کے طور پر ابھرتا ہوا اہم چہرہ قرار دیا جا رہا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ نئی حکومت کے قیام کے بعد بھارت اور نیپال کے درمیان سفارتی، اقتصادی اور علاقائی تعاون میں مزید اضافہ متوقع ہے۔

حکومت اپنے شہریوں کو کسی بھی صورت میں بچائے گی: وزارت خارجہ

شفیق رضا بٹول: وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مشرق وسطیٰ کی کشیدگی کی وجہ سے واپس وطن آنے کے خواہشمند نیپالی شہریوں کو کسی بھی صورت میں بچائے گی۔ بدھ کے روز سنگھ دربار میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزارت خارجہ نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں جانے والے مزدوروں کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو انہیں ہر صورت میں بچایا جائے گا۔ پریس کانفرنس میں وزیر خارجہ بالا نند شرما نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں مقیم نیپالی مزدور خطرے میں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر نیپالی مزدور خطرے میں پڑ گئے تو نیپالی حکومت ان کی مدد کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایک ہی وقت میں لاکھوں افراد کو بچانے کی ضرورت پڑی تو اس قسم کا بنیادی ڈھانچہ فراہم کیا جائے گا۔ وزیر شرما نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کی کشیدگی کی وجہ سے مزدوروں سے زیادہ ٹرانزٹ میں پھنسے ہوئے لوگ مشکلات کا شکار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ٹرانزٹ میں پھنسے ہوئے لوگوں کے رہائش اور کھانے پینے کا انتظام متعلقہ مشن اور متعلقہ ایئرلائنز نے کیا ہے۔ اسی طرح، وزارت خارجہ کے وسطی ایشیا، مغربی ایشیا اور افریقہ کے ڈائریکٹر رام کاجی کھڈ کا نے بتایا کہ مشرق وسطیٰ کی کشیدگی کی وجہ سے اب تک ۱۵ نیپالی زخمی ہوئے ہیں اور ایک ہلاک ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہلاک ہونے والے شخص کی لاش کو نیپال منتقل کر کے لواحقین کے حوالے کر دیا گیا ہے اور معاوضے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔
انہوں نے کہا کہ نیپالی مشن کشیدگی سے متاثرہ نیپالی شہریوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ کھڈ کا نے بتایا کہ اب تک قونصلر ڈویژن کی آن لائن پر ۶۳ ہزار ۵ سو ۰۷ افراد نے اپنی تفصیلات درج کرائی ہیں اور غیر محفوظ افراد سے مشن کے ذریعے رابطہ کیا جا رہا ہے۔

ایوان نمائندگان کی تمام ۱۶۵ نشستوں کے نتائج کا اعلان، راشٹریہ سوتنتر پارٹی نے ۱۲۵ حلقوں میں کامیابی حاصل کی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

الیکشن کمیشن نے ایوان نمائندگان کے تمام ۱۶۵ حلقوں کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔ راشٹریہ سوتنتر پارٹی) آر ایس پی) نے سب سے زیادہ ۱۲۵ سیٹیں جیتی ہیں۔ الیکشن کمیشن نے منگل کی صبح ایک پریس کانفرنس میں ایوان نمائندگان کے تمام ۱۶۵ براہ راست (ڈائریکٹ) منتخب حلقوں کے لیے امیدواروں کا باضابطہ اعلان کیا۔ کمیشن کے مطابق سانکھو اسبھا کے نتائج کا اعلان گزشتہ پیر کی رات کیا گیا ۔وہاں نیپال کمیونسٹ پارٹی یو ایم ایل کے ارجن کمار کارکی نے راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے منگما شرپا کو شکست دی۔ کمیشن نے بتایا کہ امیدواری مسترد ہونے کی وجہ سے تنازعات میں رہے دھنوشا-۱-حلقہ میں کمیشن نے نیپال کمیونسٹ پارٹی این سی پی کے ماتریکا پرساد یادو کو جیت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ تاہم امیدواری مسترد ہونے کے بعد، آر ایس پی امیدوار نے اس معاملے کو لے کر عدالت سے رجوع کیا ہے۔ براہ راست انتخابی نظام کے تحت نشستوں کے نتائج راشٹریہ سوتنتر پارٹی - ۱۲۵ سیٹیں نیپالی کانگریس - ۱۸ نشستیں سی پی این ایم ایل)- ۹ سیٹیں سی پی این سابقہ ماون سٹ)- ۸ نشستیں سرم سنسکرتیپارٹی - ۳ نشستیں راشٹریہ پرجا تنتر پارٹی- ۱ اسیٹ میاگدی سے آزاد امیدوار کے طور پر مقابلہ کرنے والے مہاویر پن بھی منتخب ہوئے ہیں۔ ایوان نمائندگان کے ۲۷۵ ارکان کے لیے ووٹنگ ۵ مارچ کو ملک بھر میں ہوئی تھی۔ پروپوشنل ری پریزنٹیٹو (متناسب نمائندگی نظام کے تحت اب تک ایک کروڑ ووٹوں کی گنتی مکمل ہو چکی ہے۔

فضائی آلودگی بڑھ گئی، غیر ضروری کام کے لیے باہر نہ نکلیں۔ وزارت صحت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

شہر کاٹھمانڈو سمیت ملک کے بڑے شہروں میں فضائی آلودگی میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہو رہا ہے، وزارت صحت اور آبادی نے عام لوگوں سے خصوصی احتیاط برتنے کی اپیل کی ہے۔ وزارت نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ضروری کاموں کے علاوہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، یہ کہتے ہوئے کہ فضائی آلودگی انسانی صحت پر سنگین اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ صحت اور آبادی کی وزارت کے ترجمان، ڈاکٹر پرکاش بدھتھوکی کے مطابق، کاٹھمانڈو، پوکھرا، براٹ نگر، اور دیگر سمیت ترائی کے مختلف علاقوں میں ہوا میں نقصان دہ ذرات (PM 2.5) کی مقدار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ خوردبینی اور نقصان دہ ذرات، جو سانس اور جلد کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں، انسانی صحت کے لیے سنگین خطرات کا باعث بنتے ہیں۔ وزارت نے کہا ہے کہ بزرگ شہری، حاملہ خواتین، ۵ سال سے کم عمر کے بچے اور دائمی طور پر بیمار افراد کو آلودگی سے زیادہ خطرہ ہے اور انہیں خصوصی احتیاط کرنی چاہیے۔ ترجمان ڈاکٹر بدھاتھوکی نے کہا کہ "یہ آنکھوں میں درد، خارش، اور بینائی کے نقصان سے لے کر دل، گردے، اور سانس کی سنگین بیماریوں اور یہاں تک کہ کینسر تک کا سبب بن سکتا ہے۔ ترجمان بڈھاتھوکی کے مطابق آلودگی کو کم کرنے پر صنعت، فزیکل انفراسٹرکچر، زراعت اور جنگلات اور ماحولیات کی وزارتوں کے ساتھ بات چیت جاری ہے۔ فی الحال، وزارت کا کہنا ہے کہ آلودگی کے براہ راست اثرات سے بچنے کے لیے جسم کو محفوظ رکھنا ہی بہترین آپشن ہے۔

عام انتخابات: ۱۶۵ میں سے ۴۰ سال سے کم عمر کے ۶۰ نوجوان ایم پی منتخب

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

ایوان نمائندگان کے انتخابات میں پیر تک اعلان کردہ ۱۶۰ حلقوں کے نتائج کے مطابق نئی پارلیمنٹ میں ۴۰ سال سے کم عمر کے ارکان پارلیمنٹ کی تعداد ۶۰ تک پہنچ گئی ہے۔ تاہم ۱۱۰ متناسب ارکان پارلیمنٹ میں کئی نوجوان ارکان پارلیمنٹ کے بھی شامل ہونے کی امید ہے۔ ۱۶ سے ۴۰ سال کی عمر کا گروپ نیپال کی کل آبادی کا تقریباً ۳۵ء۴۰ فیصد پر مشتمل ہے۔ ۲۰۲۲ کے ایوان نمائندگان کے انتخابات میں ۱۶۵ حلقوں میں سے صرف ۴۰ سال سے کم عمر کے ۱۰ امیدوار کامیاب ہوئے۔ اس وقت ۷۰ سال سے زیادہ عمر کے ۱۴ ممبران پارلیمنٹ منتخب ہوئے تھے، جبکہ ۴۰ سے ۷۰ سال کی عمر کے گروپ میں سب سے زیادہ ممبران پارلیمنٹ (۱۳۸) تھے۔ تاہم انتخابی نتائج نے پارلیمنٹ کی عمر کے ڈھانچے میں ایک اہم تبدیلی کا انکشاف کیا ہے۔ اب تک کے اعلان کردہ نتائج کے مطابق ۴۰ سال سے

کم عمر کے ۶۰ امیدوار ایوان نمائندگان کے لیے منتخب ہو چکے ہیں۔ راشٹریہ سواتنتر پارٹی آر ایس پی واضح طور پر اس زمرے پر حاوی ہے، اس پارٹی سے ۶۰ میں سے ۵۲ ایم پیز منتخب ہوئے، چار نیپالی پارٹی سے دو سی پی این یو ایم ایل سے اور ایک ایک راسٹریہ پرجاتنتر پارٹی اور شرمک سنسکرت پارٹی سے۔ ۲۵ سالہ پرشانت سب سے کم عمر رکن پارلیمنٹ ہیں۔ مکوان پور ۲ سے ۲۵ سالہ پرشانت اوپریتی اس بار ایوان نمائندگان کے سب سے کم عمر رکن بنے۔ وہ آر ایس پی کی جانب سے رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے ہیں۔ مشرقی نواپراسی ۲ سے ۲۶ سالہ منیش کھنال، کیلالی ۲ سے ۲۶ سالہ کے پی کھنال روپانڈیہی ۲ سے ۲۸ سالہ سلبھ کھرل، سرہا-۱ سے ۲۸ سالہ بلو گپتا اور ۲۹ سالہ نشا ڈانگی جیسے نوجوان رہنما جھاپا سے پارلیمنٹ پہنچے ہیں۔ یہ سب آر ایس پی سے جیتے ہیں۔ اسی طرح کاٹھمانڈو - ۵ سے ۲۹ سالہ سسمیت پوکھرل، کاٹھمنڈو-۱ سے ۳۰ سالہ رنجو نیوپانی ۳۰ سالہ شیو شنکر یادو، سرہا-۲، ۳۰ سالہ سوبیتا گوتم چتوان ۳۱۳ سالہ روبینا آچاریہ اور پیوٹھان ۱ سے ۳۱ سالہ سوشانت ویدک بھی آر ایس پی سے اسی نوجوان عمر کے گروپ کی نمائندگی کرتا ہے۔ بالیندر شاہ بھی نوجوانوں کے زمرے میں ہیں۔

ہم نے عوام سے جو بھی وعدہ کیا ہے وہ کر کے دکھائیں گے: روی لامیچھانے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
چتوان

عام انتخابات ۲۰۲۶ میں راشٹریہ سوتنتر پارٹی کی بھاری اکثریت سے کامیابی کے بعد، پارٹی چیئرمین روی لامیچھانے نے عوام سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے کا پختہ عزم دہرایا ہے۔ نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے صدر روی لامچھانے نے کہا ہے کہ وہ ان تمام کاموں کو شروع کریں گے جن کا شہریوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہفتہ کی صبح چتوان الیکشن آفیسر کے دفتر میں سرٹیفکیٹ جمع کرنے کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ ووٹ مانگنے کے دوران عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے اس بھاری مینڈیٹ نے ان پر ایک بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ان کی پارٹی شہریوں سے کیے گئے تمام وعدوں کو احتیاط اور جوابدہی کے ساتھ پورا کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ "انہوں نے عہد کو دیکھ کر ہمیں ووٹ دیا ہے۔ ہم نے جے جے کے ذریعے جو کچھ کہا ہے اسے ہم عزم کے ساتھ پورا کرنا شروع کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شہریوں کی توقعات سے آگاہ ہیں اور اس کے مطابق کام کریں گے۔ روی لامیچھانے نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ایک "شہری معاہدہ پیش کیا تھا جس میں بدعنوانی کا خاتمہ، روزگار کی فراہمی، اور اگلے پانچ سالوں میں فی کس آمدنی کو دوگنا کر کے ۳،۰۰۰ ڈالر تک پہنچانے جیسے بڑے وعدے شامل ہیں۔ اس سیاسی اتحاد کے تحت، کٹھمنڈو کے میئر بالین شاہ کو وزیر اعظم کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ روی لامیچھانے نے واضح کیا ہے کہ وہ اور بالین شاہ مل کر ملک کی تعمیرِ نو اور عوامی امنگوں کے مطابق کام کریں گے۔ انہوں نے کہا، ہم بغیر کسی خوف اور گھبراہٹ کے، تحمل، ضبط نفس اور ہر ایک کے لیے احترام کے ساتھ کام کریں گے۔ ہم سب سے پر اعتماد رہنے کی درخواست کرتے ہیں

ایوان نمائندگان کے انتخابات میں ۱۳۲ نئے ارکان پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

ایوان نمائندگان کے انتخابات میں اس بار ۱۳۲ نئے ارکان پارلیمنٹ منتخب ہوئے ہیں، جو پہلی بار پارلیمانی عمل میں داخل ہوں گے۔ نئے ممبران پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ حصہ راشٹریہ سواتنتر پارٹی کا ہے جس میں ۱۱۰ ممبران پارلیمنٹ پہلی بار داخل ہوئے ہیں۔ ان میں وزارت عظمیٰ کے امیدوار بالیندر شاہ بھی شامل ہیں جنہوں نے پہلی بار الیکشن لڑا۔ انہوں نے سابق وزیر اعظم کے پی اولی کو شکست دی جو چار بار اس عہدے پر فائز رہے، اور اب وہ دو تہائی اکثریت کے ساتھ وزیر اعظم بننے کے لیے تیار ہیں۔ تبدیلی کی لہر پرانی قائم جماعتوں کے اندر بھی دکھائی دے رہی ہے۔ نیپالی کانگریس کی جانب سے گیارہ نئے لیڈروں کو بطور نمائندہ منتخب کیا گیا ہے۔ مزید برآں، سی پی این یو ایم ایل سے چار نئے اراکین پارلیمنٹ تین کمیونسٹ پارٹی آف نیپال سے اور تین شرمک سنسکرت پارٹی سے پارلیمنٹ میں داخل ہوئے ہیں۔

بالین بابو، آپ کو کامیاب اور پریشانی سے پاک پانچ سالہ میعاد کے لیے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اولی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
جھاپا

سی پی این-یو ایم ایل کے چیئرمین کے پی شرما اولی نے نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے سینئر لیڈر بلن شاہ کو مبارکباد دی ہے۔ ۵ مارچ ۲۰۲۶ میں ہونے والے نیپال کے عام انتخابات کے دوران، راشٹریہ سواتنتر پارٹی (آر ایس پی) کے رہنما بالین شاہ نے جھاپا-۵ کے حلقے میں کے پی اولی کو شکست دی۔ اس تاریخی جیت کے بعد کے پی اولی نے اپنی ہار تسلیم کرتے ہوئے بالین شاہ کو مبارکباد دی ہفتہ کو بالین شاہ کے جھپا-۵ سے منتخب ہونے کے بعد، اولی نے انہیں ایک پرانی تصویر کے ساتھ مبارکباد دی۔
: بالین شاہ کی پارٹی، راشٹریہ سوتنترا پارٹی (آر ایس پی)، نے ملک بھر میں غیر معمولی

کامیابی حاصل کی ہے اور وہ نیپال کے اگلے ممکنہ وزیر اعظم بننے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ان کی پانچ سالہ مدت کے لیے نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا۔ انہوں نے کہا۔ بلین بابو، میری نیکتمنائیں، آپ کا پانچ سالہ دور ہموار اور کامیاب رہے۔
بیلن ۶۸،۳۴۸ ووٹ لے کر جیت گئے۔ اولی کو ۱۸،۷۳۴ ووٹ ملے۔ بالین شاہ نے کے پی اولی کو تقریباً ۵۰،۰۰۰ ووٹوں کے بڑے فرق سے شکست دی۔ اس جیت کے ساتھ ہی بالین شاہ نیپال کے اگلے وزیر اعظم بننے کے مضبوط امیدوار کے طور پر ابھرے ہیں۔ اس پیغام کے ساتھ کے پی اولی نے ۲۰۲۲ کی ایک یادگار تصویر بھی شیئر کی جس میں وہ بالین شاہ کو کاٹھمانڈو کا میئر بننے پر طبلہ تحفے میں دے رہے تھے۔

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383-+9779817619786 +91 7398 208 053

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اسلام کے پانچ ارکان اور ان کی فضیلت

تحریر:
(نکہت فاطمہ مہراج گنجوی)

اسلام ایک سچا اور مکمل دین ہے جو ہمیں اچھا انسان بننے اور اللہ کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ اہم چیزوں پر ہے جنہیں "ارکانِ اسلام" کہا جاتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔

کلمہ شہادت

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی اور اہم بنیاد ہے۔ جو شخص سچے دل سے اس کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان بن جاتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا اور یہ انسان کو شرک سے بچاتا ہے۔ کلمہ شہادت اسلام کی بنیاد اور جنت کی کنجی ہے۔ اس کا اقرار انسان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔ یہ کلمہ دل کو اطمینان بخشتا ہے اور انسان کو صرف ایک اللہ کے سامنے جھکنا سکھاتا ہے۔

نماز

دن میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نماز انسان کو برائیوں سے بچاتی ہے اور دل کو سکون دیتی ہے۔ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ گناہوں کو مٹاتی ہے اور اللہ نماز پڑھنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا ہی حساب ہوگا۔ نماز دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ اس کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ انسان کو فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ پانچ وقت اللہ کے حضور سر بسجود ہونا روح کو پاکیزگی عطا کرتا ہے اور انسان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے پتے گرتے ہیں۔ یہ اللہ سے گفتگو کا براہِ راست ذریعہ ہے۔

روزہ

رمضان کے مہینے میں مسلمان صبح سے شام تک کھانے پینے سے رکتے ہیں، یہ عبادت روزہ کہلاتی ہے۔ رمضان اسلامی سال کا ایک مقدس مہینہ ہے۔ روزہ صبر اور برداشت پیدا کرتا ہے اور غریبوں کی بھوک کا احساس دلاتا ہے۔ روزہ دار کے لیے جنت میں ایک خاص دروازہ ہوگا۔ روزے کی فضیلت کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا"۔ روزہ انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔ یہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ نفس پر قابو پانے کی تربیت ہے۔ روزہ دار کے لیے جنت میں 'بابِ ریان' نامی خاص دروازہ ہے جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ مالدار مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے مال کا ایک مخصوص حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو دے۔ زکوٰۃ سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے، معاشرے میں محبت اور ہمدردی پروان چڑھتی ہے اور غریبوں کی مدد سے اللہ راضی اور خوش ہوتا ہے۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ معاشرے سے غربت کا خاتمہ کرتی ہے اور امیر و غریب کے درمیان محبت کا رشتہ قائم کرتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ اس میں مزید برکت عطا فرماتا ہے۔ یہ بخل جیسی اخلاقی بیماری سے نجات دلاتی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

حج

اگر کسی مسلمان کے پاس استطاعت ہو تو زندگی میں ایک بار خانہ کعبہ کا حج فرض ہے۔ خانہ کعبہ کی زیارت اور مخصوص عبادات کا نام حج ہے جو مکہ مکرمہ میں ادا کی جاتی ہیں۔ حج گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور حاجی ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔ حج کے ذریعے بندہ اللہ کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ اس کی عظیم فضیلت یہ ہے کہ 'حجِ مبرور' (مقبول حج) کا بدلہ صرف جنت ہے۔ حج کے دوران مسلمان کالے گورے اور عربی عجمی کی تمیز مٹا کر ایک ہی لباس (احرام) میں اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں، جو وحدتِ اسلامی کی بہترین مثال ہے

حاصلِ کلام:

اسلام کے یہ پانچ ارکان مسلمان کی زندگی کا بنیادی حصہ ہیں۔ اگر کوئی مسلمان سچے دل سے ان پر عمل کرے تو وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔
اسلام کے یہ پانچ ارکان انسانی زندگی کو نظم و ضبط اور بندگی کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ اگر ہم ان ارکان پر ان کی روح کے مطابق عمل کریں تو نہ صرف ہماری انفرادی زندگی بلکہ پورا معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

افواہوں کا طوفان اور حقیقت کی روشنی!

(مفتی عسجد رضا خان بریلوی کے بارے میں پھیلائی گئی خبروں کی حقیقت)

(حافظ) افتخار احمد قادری

موجودہ دور کو اگر اطلاعات اور ذرائع ابلاغ کا دور کہا جائے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ آج خبر چند لمحوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پہنچ جاتی ہے۔ سوشل میڈیا نے جہاں معلومات کی ترسیل کو انتہائی تیز اور آسان بنا دیا ہے وہیں اس نے افواہوں، قیاس آرائیوں اور غیر مصدقہ خبروں کے پھیلاؤ کو بھی غیر معمولی حد تک بڑھا دیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ کسی خبر کی تحقیق کیے بغیر ہی اسے آگے بڑھا دیتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرے میں بے چینی، اضطراب اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حالیہ دنوں میں ایسا ہی ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب بھارت کے ممتاز دینی رہنما اور قاضی القضات فی الہند حضرت مولانا مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی کے بارے میں سوشل میڈیا پر ایک خبر گردش کرنے لگی جس نے عقیدت مندوں اور عوام میں تشویش کی لہر پیدا کر دی۔
چند دن قبل سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر یہ خبر تیزی سے پھیلنے لگی کہ بھارت کے مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی قاضی القضات فی الہند کو سعودی عرب میں حراست میں لے لیا گیا ہے۔ یہ خبر دیکھتے ہی دیکھتے وائرل ہو گئی اور ملک کے مختلف حصوں سے لوگ فون اور پیغامات کے ذریعے اس خبر کی تصدیق کرنے لگے۔ چونکہ مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی کا تعلق درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے ہے اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کی تعداد پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے، اس لیے یہ خبر ان کے ماننے والوں کے لیے شدید تشویش کا باعث بن گئی۔ کئی لوگوں نے اس خبر کو حقیقت سمجھ لیا اور مختلف انداز میں تبصرے بھی شروع ہو گئے۔ تاہم کچھ ہی دیر بعد تحقیق اور وضاحت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ خبر دراصل ایک غلط فہمی اور افواہ کے سوا کچھ نہیں تھی۔ تفصیلات کے مطابق بھارت کے قاضی القضات فی الہند اور ان کے ساتھ متعدد علماء اور زائرین ان دنوں عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب میں موجود ہیں۔ اس روحانی سفر کے دوران افطار کے موقع پر ایک ریسٹورنٹ میں ملاقات اور کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں ہندوستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے زائرین اور عقیدت مند بڑی تعداد میں شریک ہو گئے۔ چونکہ اس موقع پر اچانک لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا تھا، اس لیے وہاں کی مقامی انتظامیہ اور سیکیورٹی ادارے متحرک ہو گئے۔ سعودی عرب میں اس وقت سیکیورٹی کے حوالے سے خاص احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں، اس لیے پولیس موقع پر پہنچی اور معمول کے مطابق حالات کا جائزہ لیا۔ ذرائع کے مطابق یہ واقعہ ریاض کے ایک ریسٹورنٹ میں پیش آیا جہاں افطار کے بعد کھانے کے لیے علماء اور زائرین جمع ہوئے تھے۔ لوگوں کی بڑی تعداد دیکھ کر سیکیورٹی اداروں نے احتیاطی طور پر سی سی ٹی وی فوٹیج کا جائزہ لیا اور وہاں موجود چند افراد سے رسمی نوعیت کی پوچھ گچھ بھی کی۔ سعودی عرب میں اس طرح کے اجتماعات پر نظر رکھنا معمول کی کارروائی کا حصہ ہوتا ہے، خاص طور پر ایسے وقت میں جب پورے خطے میں سیاسی و سیکیورٹی حالات حساس ہوں۔ تاہم اسی معمولی کارروائی کو کچھ لوگوں نے غلط انداز میں پیش کیا اور سوشل میڈیا پر یہ افواہ پھیلا دی کہ مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔
بعد ازاں اس معاملے کی وضاحت کرتے ہوئے مذہبی تنظیموں اور متعلقہ افراد نے صاف طور پر کہا کہ حراست کی خبر مکمل طور پر بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ کے قومی نائب صدر اور مفتی عسجد رضا خان قادری بریلوی کے داماد سلمان حسن خان، جنہیں عوام سلمان میاں کے نام سے جانتے ہیں، نے واضح بیان جاری کیا کہ علماء صرف افطار کے بعد کھانے کے لیے ایک ریسٹورنٹ میں گئے تھے جہاں عقیدت مندوں کا ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ سیکیورٹی کے پیش نظر وہاں موجود کچھ لوگوں سے پوچھ گچھ ضرور کی گئی لیکن کسی بھی ممتاز عالم یا مفتی اعظم کو حراست میں لینے جیسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مفتی اعظم ہند اور ان کے رفقاء اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق عمرہ کی ادائیگی میں مصروف ہیں اور ان کی ریاض سے مدینہ منورہ کے لیے فلائٹ بھی مقرر ہے۔ وہ مدینہ شریف روانہ ہوں گے اور وہاں قیام کے بعد اپنے شیڈول کے مطابق ہندوستان واپس آئیں گے۔ ان کے مطابق تمام علماء بخیر و عافیت ہیں اور افواہوں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ واقعہ اس حقیقت کی ایک تازہ مثال ہے کہ سوشل میڈیا پر پھیلنے والی ہر خبر کو بلا تحقیق قبول کر لینا کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات ایک معمولی واقعہ کو بڑھا چڑھا کر اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ وہ ایک سنجیدہ خبر کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام میں بے چینی پھیل جاتی ہے اور غیر ضروری تشویش پیدا ہو جاتی ہے۔ دینی شخصیات کے بارے میں اس طرح کی افواہیں پھیلانا نہ صرف غیر ذمہ دارانہ عمل ہے بلکہ اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور اعتماد کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی ہمیں یہی درس دیتی ہیں کہ کسی خبر کو سن کر فوراً اس پر یقین نہ کیا جائے بلکہ اس کی تحقیق کی جائے۔ قرآن کریم میں بھی واضح طور پر تاکید کی گئی ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو تاکہ نادانی میں کسی کو نقصان نہ پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔ یہی اصول آج کے دور میں اور بھی زیادہ اہم ہو جاتا ہے کیونکہ اطلاعات کے بے شمار ذرائع موجود ہیں اور ہر شخص بآسانی خبر نشر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس واقعے کے بعد مقامی مذہبی تنظیموں اور علماء نے بھی عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی غیر مصدقہ خبروں سے محتاط رہیں۔ کسی بھی خبر کو آگے بڑھانے سے پہلے اس کی صداقت کی جانچ کر لینا نہایت ضروری ہے۔ اس طرح نہ صرف افواہوں کا سدباب ہو سکتا ہے بلکہ معاشرے میں سکون اور اعتماد کی فضا بھی قائم رہ سکتی ہے۔ بہر حال، مفتی اعظم ہند کے حوالے سے پھیلنے والی افواہیں بالآخر غلط ثابت ہوئیں اور حقیقت سامنے آنے کے بعد عقیدت مندوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس واقعے نے ایک بار پھر ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ اطلاعات کے اس تیز رفتار دور میں ذمہ داری اور احتیاط کا دامن تھامنا نہایت ضروری ہے۔ سچائی کی روشنی آخرکار سامنے آ ہی جاتی ہے، لیکن افواہوں کا طوفان اگر بروقت نہ روکا جائے تو وہ کئی دلوں میں بے چینی پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر تحقیق، ذمہ داری اور اعتدال کے اصول کو اپنائیں اور معاشرے کو بے بنیاد خبروں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ *کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت یوپی

معروف اینٹ تاجر سیٹھ محمد حسین چودھری کے بھتیجے ارسلان چودھری مسلسل دو برس سے رکھ رہے ہیں روزہ

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

مہنداول، سنت کبیر نگر
(اخلاق احمد نظامی)

ترقیاتی بلاک مہنداول کے دیہی و شہری علاقوں میں چھوٹے چھوٹے ننھے روزے دار اچھے اور سرد موسم کا بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں، والدین کی جانب سے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اسلامی تعلیم کی طرف رغبت دلانے کی وجہ سے چھ سات سال کے بچے پورے دن کا روزہ یعنی تقریباً چودہ گھنٹے بھوکے پیاسے رہ کر اپنا روزہ مکمل کر رہے ہیں۔ ادھر ایک ہفتہ سے پڑ رہی گرمی کی شدت اور تیز مغربی ہوائیں بھی اب بچوں کے حوصلے توڑنے میں ناکام ثابت ہو رہی ہے موصولہ اطلاع کے مطابق تحصیل حلقہ مہنداول کے مسلم اکثریتی گاؤں موضع فردہاں پوسٹ گلرہا کے سات سالہ ارسلان چودھری ابن محمد اشرف چودھری جو معروف اینٹ بھٹہ مالک محمد حسین چودھری کے بھتیجے ہیں جنھوں نے مسلسل دو برس سے لگاتار روزہ رکھ کر اپنا نام ننھے روزہ داروں میں لکھوا لیا معصوم روزہ دار ارسلان چودھری کا دعویٰ ہے کہ ہم امسال بھی پورے ماہ کا روزہ رکھیں گے چاہے جتنا بھی سخت دن ہو،
اس سلسلے میں معصوم روزہ دار کے والد اشرف چودھری نے بتایا کہ میرے بیٹے ارسلان چودھری گزشتہ برس سے لگاتار روزہ رکھ رہے ہیں ساتھ ہی ہے پنج وقتہ نماز کے علاوہ تراویح کی نماز میں بلا ناغہ شرکت کرتے ہیں یہ میرے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے اس پر میں اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اللہ نے میرے بیٹے کے اندر بچپن سے ہی نماز روزہ سمیت دیگر اعمال صالحہ کرنے کی توفیق بخشی ہے
دادا محمد اسماعیل چودھری کے مطابق ہمارے پوتے ارسلان چودھری اپنے والدین کو سحری کے لیے جگانے پر برابر زور دیتے ہیں سحری کرنے کے بعد پورے دن کچھ کھائے پیے اپنا روزہ مکمل کرتے ہیں کم عمری میں مسلسل دو برس سے بلاناغہ روزہ مکمل کر کے معصوم روزہ دار نے گھر بھر کی خوب دعائیں حاصل کیں۔ اہل خانہ اور والدین خوشی میں جھوم رہے ہیں انہیں فخر ہے کہ انہوں نے اپنے بچے کی اچھی طرح تربیت کی جس سے وہ ننھی سی عمر سے ہی اسلامی ماحول کو اپنا رہے ہیں۔ خاندان کے تمام افراد بشمول دادا دادی کے علاوہ غیاث الدین چودھری، ڈاکٹر عبید الرحمن عرف ببلو انصاری اور احسان اللہ وغیرہ نے ننھے روزہ دار کو ڈھیروں انعامات کے ساتھ تحفہ سے نوازا خوب دعائیں دیں۔ اور انکے روشن مستقبل کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کی

فتح پور سیکری۔ عرس کا پس منظر اور آغاز

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

سرپرستی: عرس کا آغاز سجادہ نشین پیرزادہ ارشد علیم فریدی چشتی کی موجودگی میں روایتی رسم و رواج کے ساتھ ہوا۔
تاریخی اہمیت: رپورٹ میں ذکر ہے کہ جب بادشاہ جلال الدین اکبر نے اولاد کے لیے دعا کرائی تھی، تو اسی کے نتیجے میں شہزادہ سلیم (جہانگیر) کی پیدائش ہوئی تھی۔
پروگرام کا شیڈول باقاعدہ آغاز: عرس کا باقاعدہ آغاز ۲۰ رمضان المبارک (مطابق ۱۱ مارچ) کو نمازِ فجر کے بعد مزار شریف کے غسل کی تقریب سے ہوا۔ محفلِ میلا د شریف: ۲۱ سے ۲۸ رمضان المبارک (۱۱ مارچ تا ۱۸ مارچ) کو بعد نمازِ عشاء محفلِ میلاد منعقد کی جائے گی۔ محفلِ سماع: قدیم محفل خانہ میں ۱۷ مارچ کو محفلِ سماع منعقد ہوگی۔

قل شریف: ۱۸ مارچ (۲۹ رمضان المبارک) کو صبح ۳:۳۰ بجے مزار شریف پر قل کی رسم ادا کی جائے گی اور تبرک تقسیم ہوگا۔
دیگر اہم نکات
تبرکات کی زیارت: زائرین کے لیے مختلف تبرکات (جیسے قدم مبارک، موئے مبارک، اور حضرت غوث پاک کا خرقہ مبارک) کی زیارت کا بھی ذکر ہے۔
صوفیانہ تقریب: ۲۴ اور ۲۵ مارچ کو ایک خصوصی صوفیانہ تقریب منعقد ہوگی جس میں ملک بھر سے شعراء اور صوفی فنکار شرکت کریں گے تاکہ محبت اور بھائی چارے کا پیغام عام کیا جا سکے۔
لنگر کا اہتمام: عرس کے دوران عقیدت مندوں میں لنگر (نان خطائی وغیرہ) تقسیم کیا جائے گا

حاجی علی درگاہ پر دنیا کا سب سے بلند قومی پرچم نصب کرنے کی تجویز

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

یہ خبر ممبئی کے مشہور حاجی علی درگاہ سے متعلق ہے، جہاں رمضان المبارک کے آغاز پر ایک اہم اعلان کیا گیا ہے۔

اہم نکات:

تجویز: درگاہ کے احاطے میں دنیا کا سب سے بلند قومی پرچم (National Flag) نصب کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔
موقع: یہ اعلان رمضان کے موقع پر منعقدہ ایک خصوصی تقریب کے دوران کیا گیا۔
مقصد: اس اقدام کا مقصد حب الوطنی، قومی یکجہتی، اور مشترکہ شناخت کو فروغ دینا ہے۔
درگاہ کی اہمیت: رپورٹ میں حاجی علی درگاہ کو مذہبی ہم آہنگی کی علامت قرار دیا گیا ہے، جہاں ہر مذہب اور عقیدے کے لوگ حاضری دیتے ہیں۔

تاریخی و جغرافیائی پس منظر:

یہ درگاہ ۱۵ ویں صدی کے عظیم صوفی بزرگ پیر حاجی علی شاہ بخاری کا مزار ہے، جو بخارا (موجودہ ازبکستان) سے ممبئی تشریف لائے تھے۔
یہ عمارت بحیرہ عرب کے درمیان ایک چھوٹے سے جزیرے پر واقع ہے جو ساحل سے تقریباً ۵۰۰ گز کے فاصلے پر ہے۔
موجودہ ڈھانچہ ۱۹۱۶ میں ٹرسٹ کی تشکیل کے بعد سے اپنی موجودہ شکل میں موجود ہے، جو ہند-اسلامی طرزِ تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔

تکنیکی تفصیلات:

ٹرسٹ کے مطابق، پرچم کے لیے دھات سے بنا مضبوط ڈھانچہ اور مضبوط بنیاد تیار کی جائے گی۔
کیونکہ یہ مقام سمندر کے درمیان ہے، اس لیے پرچم کے لیے خصوصی کپڑا استعمال کیا جائے گا جو سمندری ہواؤں اور موسمی حالات کا مقابلہ کر سکے۔

سرخیاں

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

پروگرام کی تفصیلات

مقام: فلوریڈا انگلش ہائی اسکول، ونوبھا نگر، نزد جے جی ہلی پولیس اسٹیشن، بنگلور۔
خاص موقع: ۱۹ طلبہ و طالبات کی جانب سے تکمیلِ ناظرہ قرآن مجید کی خوشی میں یہ تقریب منعقد کی گئی۔
سرگرمیاں: اس موقع پر اسکول کے سیمینار ہال میں طلبہ نے مختلف زبانوں میں تقاریر، احادیث، دعائیں اور اسلامی مکالمے پیش کیے۔ ساتھ ہی دسویں جماعت کے طلبہ کے لیے 'گریجویشن ڈے' بھی منایا گیا۔

اہم شخصیات کے خطابات

حافظ قاری محمد عظیم الدین رحمانی: انہوں نے قرآن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "قرآن مجید دنیا کا واحد زندہ معجزہ ہے" اور بچوں کی دینی تربیت کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔
ڈاکٹر میر جاوید اللہ اور ڈاکٹر میر نوید اللہ (پرنسپل): انہوں نے انسانیت کی تعلیم اور اخلاقی تربیت پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ بچوں کو لالچ اور بدنیتی سے دور رکھ کر ہی ایک عمدہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔
صدر میر اویس: انہوں نے جدید ٹیکنالوجی کے دور میں مسلمانوں کے لیے تعلیم اور پاکیزگی (صفائی) کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اعزازات

تکمیلِ قرآن کرنے والے ۱۹ طلبہ کو مبارکباد دی گئی اور انہیں قرآن مجید کا مکمل سیٹ بطور تحفہ اور سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا۔
مجموعی طور پر امتحانات میں کامیابی، وقت کی پابندی، اخلاق و کردار اور کھیلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبہ کو بھی انعامات دیے گئے۔
آخر میں اسکول انتظامیہ نے مہمانوں، والدین اور اساتذہ کا شکریہ ادا کیا اور تقریب خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

اداریہ

ایران امریکہ جنگ کے اثرات اقوام عالم پر

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

مشرقِ وسطیٰ ایک مرتبہ پھر شدید کشیدگی اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہے۔ ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی ہوئی محاذ آرائی نے نہ صرف خطے کے امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے بلکہ اس کے اثرات پوری دنیا پر مرتب ہونے کا خدشہ بھی بڑھ گیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مشرقِ وسطیٰ میں جنگ یا سیاسی کشیدگی بڑھتی ہے تو اس کے اثرات صرف چند ممالک تک محدود نہیں رہتے بلکہ عالمی سیاست، معیشت اور سماجی حالات تک پھیل جاتے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ میں پائی جانے والی اس کشیدگی کا ایک اہم پہلو امریکہ اور اسرائیل کی جارحانہ پالیسیوں کو بھی قرار دیا جاتا ہے۔ گزشتہ کئی دہائیوں سے اس خطے میں طاقت کے استعمال، فوجی دباؤ اور یکطرفہ فیصلوں نے حالات کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ناقدین کے مطابق بڑی طاقتوں کی یہ پالیسی اکثر چھوٹے اور کمزور ممالک کے لیے عدم استحکام کا سبب بنتی ہے، جس سے خطے میں بداعتمادی اور کشیدگی بڑھتی ہے۔

ایران اور امریکہ کے درمیان کسی بھی ممکنہ جنگ کا سب سے بڑا اثر عالمی معیشت پر پڑ سکتا ہے۔ خلیجی خطہ دنیا کے تیل اور گیس کے سب سے بڑے ذخائر کا مرکز ہے۔ اگر جنگ کی شدت بڑھتی ہے یا اہم سمندری راستے متاثر ہوتے ہیں تو عالمی منڈی میں تیل اور گیس کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دنیا بھر میں مہنگائی کی نئی لہر پیدا ہو گی، جس سے ترقی پذیر ممالک سب سے زیادہ متاثر ہوں گے۔ توانائی کی قیمتوں میں اضافہ صنعتوں، ٹرانسپورٹ اور روزمرہ زندگی کے اخراجات کو بھی بڑھا دے گا۔

اس جنگ کے سیاسی اثرات بھی انتہائی گہرے ہو سکتے ہیں۔ عالمی طاقتیں مختلف بلاکس میں تقسیم ہو سکتی ہیں، جس سے عالمی سفارتی توازن متاثر ہو گا۔ مشرقِ وسطیٰ کے کئی ممالک براہ راست یا بالواسطہ اس کشیدگی کا حصہ بن سکتے ہیں، جس سے خطے میں عدم استحکام مزید بڑھنے کا خدشہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی اداروں اور امن قائم رکھنے والی قوتوں کے لیے بھی یہ ایک بڑا امتحان ہو گا کہ وہ کس حد تک اس بحران کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

انسانی پہلو سے دیکھا جائے تو جنگ ہمیشہ تباہی اور انسانی المیوں کو جنم دیتی ہے۔ جب طاقتور ممالک اپنی عسکری قوت کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں تو اس کا سب سے زیادہ نقصان عام شہریوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ شہری آبادی، تعلیمی اداروں اور بنیادی ڈھانچے کو پہنچنے والا نقصان نہ صرف انسانی المیہ ہے بلکہ بین الاقوامی قوانین اور جنگی اصولوں کے بھی منافی سمجھا جاتا ہے۔ معاشی اور انسانی اثرات کے ساتھ ساتھ اس جنگ کے سماجی اثرات بھی نمایاں ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں سیاسی کشیدگی، مذہبی حساسیت اور عالمی سطح پر عدم اعتماد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ عالمی تجارت، صنعت اور سرمایہ کاری کے شعبے بھی متاثر ہو سکتے ہیں، جس سے عالمی ترقی کی رفتار سست پڑ سکتی ہے۔

اس کے ساتھ یہ سوال بھی عالمی سطح پر اٹھایا جا رہا ہے کہ کیا بڑی طاقتیں بین الاقوامی قوانین اور عالمی اداروں کی بالادستی کو واقعی تسلیم کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر طاقتور ممالک اپنی سیاسی اور عسکری قوت کے بل پر دوسرے ممالک پر دباؤ ڈالنے یا حملے کرنے کی روش جاری رکھتے ہیں تو اس سے عالمی نظامِ انصاف کمزور پڑ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف حلقوں میں امریکہ اور اسرائیل کی پالیسیوں پر شدید تنقید بھی سامنے آ رہی ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں جاری کشیدگی نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ عالمی امن صرف طاقت کے توازن سے قائم نہیں رہ سکتا بلکہ اس کے لیے انصاف، باہمی احترام اور سفارتی حکمت عملی ضروری ہے۔ اگر عالمی طاقتیں اپنی پالیسیوں میں توازن اور ذمہ داری کا مظاہرہ نہ کریں تو یہ تنازعات مزید سنگین صورت اختیار کر سکتے ہیں، جس کا خمیازہ پوری انسانیت کو بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

اس صورتحال میں عالمی قیادت پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ طاقت کے استعمال کے بجائے سفارت کاری اور مذاکرات کو ترجیح دے۔ جنگ کسی مسئلے کا مستقل حل نہیں ہوتی بلکہ یہ مزید پیچیدگیاں پیدا کرتی ہے۔ دنیا کو اس وقت امن، استحکام اور باہمی تعاون کی ضرورت ہے تاکہ آنے والی نسلوں کو ایک محفوظ اور مستحکم مستقبل فراہم کیا جا سکے۔

رمضان ہے: کہیں سفید پوشی کا بھرم ٹوٹ نہ جائے!!

تحریر۔
جاوید اختر بھارتی

رمضان کا مہینہ عبادت و ریاضت کا مہینہ ہے نیکیوں کا موسمِ بہار ہے، خوش دلی و خوش مزاجی کا مہینہ ہے، احساس و جذبات و احترام کا مہینہ ہے خوش رہنے اور خوشیاں بانٹنے کا مہینہ ہے، غرباء و مساکین کے گھروں میں چراغ روشن کرنے کا مہینہ ہے، کمزوروں کو سہارا دینے کا مہینہ ہے، ہمسایوں کی حوصلہ افزائی کا مہینہ ہے ذکر و اذکار سے مساجد کو آباد کرنے کا مہینہ ہے سحری و افطار کے دستر خوان سجانے کا مہینہ ہے اور اس دستر خوان پر غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کو بیٹھا کر روزہ افطار کرانے کا مہینہ ہے ،، رمضان کی ساری خوشیاں اگر ہم صرف اپنے اوپر نچھاور کریں تو گویا ہم نے رمضان کے مقاصد کو نہیں سمجھا رمضان کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اس بات کا خیال رہے کہ سحری و افطار کے وقت کوئی بھوکا نہ رہے ،، رمضان کے مہینے میں شہر ہو یا دیہات، چھوٹا علاقہ ہو یا بڑا علاقہ ہر جگہ بازاروں میں چھل پہل بڑھ جاتی ہے، پھل فروٹ کی دکانیں بڑی تعداد میں لگ جاتی ہیں اور لوگ اپنی اپنی وسعت کے اعتبار سے سحری و افطار کا انتظام بھی کرتے ہیں ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سحری و افطار کے انتظامات اپنے لئے کرتے ہیں تو دوسروں کے لئے بھی کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے اور جو لوگ کر رہے ہیں یقیناً وہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے اور دل کھول کر راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے

یہ دنیا ہے ہزاروں رنگ بدلتی ہے اور انسانوں کا وقت بھی بدلتا رہتا ہے اگر کسی کے پاس دولت کا انبار لگا ہے تو وہ یہ سوچ کر فخر نہ کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے بہت زیادہ خوش ہے اور راضی ہے ،، اگر کوئی شخص غریب ہے تو وہ بھی یہ نہ سوچے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے ناراض ہے اس لئے اس نے ہمیں غریب مزدور بنایا ہے نہیں ہر گز نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دولت دے کر بھی آزماتا ہے اور غربت دے کر بھی آزماتا ہے وہ کسی کو کچھ دینا چاہے تو پوری دنیا مل کر اسے روک نہیں سکتی اور جسے نہ دینا چاہے تو پوری دنیا مل کر بھی اسے دے نہیں سکتی ،، قارون کے پاس بڑی دولت تھی لیکن جب اس نے اللہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نافرمانی کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خزانہ سمیت اسے زمین میں دھنسا دیا اور پوری دنیا مل کر بھی اس بدبخت قارون کو زمین میں دھنسنے سے نہیں روک سکی، فرعون حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا دشمن لیکن اللہ نے حضرت موسیٰ کی پرورش خود فرعون کے محل میں کرائی اور وہ بھی وقت آیا کہ فرعون کو دولت کا گھمنڈ تھا، بادشاہت و حکومت اور طاقت کا گھمنڈ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ دریائے نیل میں اللہ نے راستہ پیدا کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا لشکر پار ہو گیا اور جب فرعون کا لشکر اس راستے پر دونوں ساحل کے بیچ پہنچا تو اللہ نے وہ راستہ ختم کر دیا دریا کا پانی مل گیا اور فرعون کا لشکر دریا میں غرق ہو گیا اور پوری دنیا مل کر بھی فرعون کے لشکر کو دریا میں غرق ہونے سے نہیں بچا سکی ،، اس لئے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دولت سے مالا مال کرنے پر قادر ہے تو چمڑی ادھیڑنے پر بھی قادر ہے ،، اس لئے ہم آپ مالدار ہیں تو بھی اللہ کا شکر ادا کریں اور غریب ہیں تو بھی اللہ کا شکر ادا کریں یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے

،، زندگی میں بار بار رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہو پھر بھی مسلمانوں کے اندر انقلاب نہ آئے تو بد نصیبی کی ہی بات ہے ،، جس مہینے میں سنن و نوافل کا درجہ فرض کے برابر ہو جائے، ایک فرض ستر فرض کے برابر ہو جائے اور یہ عظیم الشان آفر اللہ رب العالمین کی جانب سے ہو اس کے باوجود بھی بندہ اس مہینے میں کوئن اور پوئنٹ تلاش کرے، انگلیوں سے کیرم بورڈ کی گوٹیاں کھسکائے تو بد نصیبی ہی نہیں بلکہ بد نصیبی در بد نصیبی کی بات ہے ،، ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس خیر و برکت کی برسات میں نہائے یعنی اس ماہ مبارک میں اپنے آپ کو سرخرو بنائے، اپنے خیالات و احساسات اور تصورات کو پاکیزہ بنائے ،، زید ایک پولیس آفیسر ہے روڈ پر کھڑا گاڑیوں کی چیکنگ کر رہا ہے بڑا سخت دل ہے ایک نوجوان کا گذر ہوتا ہے تو اسے روکتا ہے گاڑی کے کاغذات دیکھتا

ہے، جیبوں کی تلاشی لیتا ہے جب وہ پوری طرح صحیح ثابت ہوتا ہے تو اسے ڈانٹ کر بھگا دیتا ہے اتنے میں ستر سال کا ایک بندہ گاڑی چلاتے ہوئے آتا ہے تو اسے زبردستی روکتا ہے گاڑی کے کاغذات مانگتا ہے وہ جواب دیتا ہے

کہ گاڑی میرے مالک کی ہے میں ایک مزدور اور غریب آدمی ہوں زید اسے ڈانٹتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہاری جیب میں جو کچھ ہے اسے نکالو تو وہ نہیں نکالتا ہے تو وہ زید پولیس آفیسر زبردستی اس بوڑھے کی جیب میں ہاتھ ڈال دیتا ہے اور ایک پلاسٹک کی تھیلی برآمد ہوتی ہے جس میں پھل فروٹ ہوتے ہیں وہ بھی سڑے اور گلے ہوئے اب اس پولیس آفیسر کا دل پسیجتا ہے اور کہتا ہے کہ ائے چاچا یہ سڑے گلے فروٹ کہاں لے جا رہے ہو اس سے تو بدبو آ رہی ہے کون اسے کھائے گا ارے جو کھائے گا اس کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے اس سے بیماری پھیل سکتی ہے ،، اب وہ بوڑھا شخص کہتا ہے کہ آج میری بچیاں ضد کر رہی تھیں کہ بابا فروٹ لے کر آنا اور میری اتنی آمدنی نہیں ہے کہ دو سو ڈھائی سو روپے کلو کا فروٹ خرید سکوں تو میرے مالک نے اپنی فریج سے یہ پھل فروٹ نکال کر کہا کہ ائے بکر: چاچا اس سڑے گلے فروٹ کو کوڑے دان میں پھینک دو میں جب پلاسٹک کی تھیلی اپنے ہاتھوں میں لیا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر میں نے سوچا کہ اس میں سے چیک کروں جو تھوڑا بہت اچھا ہو گا اسے الگ الگ کر کے اپنے گھر لے جاؤں گا اور اپنی بچیوں کو دوں گا ،، پھر پولیس آفیسر پوچھتا ہے کہ جب جیب میں کوئی غلط چیز نہیں تھی تو پھر تلاشی کے لئے تیار کیوں نہیں تھے تو اس بوڑھے شخص نے کہا کہ صاحب آج کے دور میں بہت کچھ چھپانا پڑتا ہے لوگوں کے درمیان ہنسنا تو تنہائی میں رونا پڑتا ہے اس لئے کہ کبھی کہیں اداس بیٹھے رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو غیروں کو چھوڑیئے اپنے قریبی بھی نگاہ کرم بچائے ہوئے گذر جاتے ہیں اس لئے میں سوچا کہ جلدی سے میں بھی گذر جاؤں اور آپ مجھے روک نہ نہ پائیں تاکہ میری سفید پوشی کا بھرم بھی ٹوٹنے سے بچ جائے لیکن آپ نے زبردستی کی وردی کا رعب اور دبدبے کا استعمال کیا بالآخر میری سفید پوشی کا بھرم ٹوٹ ہی گیا اتنا سننا تھا کہ وہ پولیس آفیسر بھی رو پڑتا ہے اس بوڑھے شخص کی فروٹ کی تھیلی پھینک دیتا ہے اور اسے گلے لگاتا ہے اور ابنی آنکھوں سے بھی آنسو برساتا ہے اور اپنے گھر کے لئے جو بھی افطاری کا سامان لے کر رکھا تھا وہ سب اس بوڑھے شخص کو دیدیتا ہے اور کہتا ہے کہ وعدہ کرو کہ روزانہ بعد نمازِ عصر مجھ سے ملاقات کروگے اس بوڑھے شخص نے وعدہ کیا اور اپنے گھر کے لئے روانہ ہو گیا ،، اب پولیس آفیسر کا معاون اس کا ہمراہی پوچھتا ہے کہ سر: آپ نے اس سے روزانہ ملاقات کرنے کا وعدہ کیوں لیا ہے تو وہ آفیسر جواب دیتا ہے کہ کل سے روزانہ اپنے گھر کے ساتھ اس بوڑھے چاچا کے گھر کے لئے بھی افطاری کا سامان لینا ہے اور اس چاچا کے آنے پر انہیں دینا ہے اسی وجہ سے روزانہ ملاقات کا وعدہ لیا ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ ہماری اس نیکی کو قبول کر لے ہماری یہ ادا پاک پروردگار کو پسند آ جائے تو ہمارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔

javedbharti508@gmail.com
Javed Akhtar Bharti

++++++++++++++++++++
+++++++++

جاوید اختر بھارتی
(رکن مجلس شوریٰ جامعہ فیض العلوم) محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی

جہاں بنکر ہیں وہاں خوف ہے، جہاں ایمان ہے وہاں سکون ہے

راشد سیف اللہ

غزہ کا منظر انسان کے دلوں کو ہلا دینے والا ہے، قلب کو جھنجھوڑ دینے والا ہے، چاروں طرف تباہی پھیلی ہوئی ہے، اونچی عمارتیں جو کبھی لوگوں کے گھروں اور زندگیوں کا مرکز تھیں اب ملبے کے ڈھیر بن چکی ہیں، عالیشان عمارتیں دھوست ہو چکی ہیں، دیواریں ٹوٹ کر زمین پر بکھری پڑی ہیں، کہیں چھتیں گری پڑی ہیں، کہیں کھڑکیوں کے فریم مڑے ہوئے لوہے کی طرح باہر لٹک رہے ہیں، سڑکیں جو کبھی لوگوں کی آمد و رفت سے آباد رہتی تھیں اب گرد و غبار اور ٹوٹے پتھروں سے بھری پڑی ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے پورا محلہ کسی زبردست طوفان سے گزر کر خاموشی میں ڈوب گیا ہو، نہ بجلی ہے، نہ کھانا میسر، نہ پانی کی سہولت، نہ بازاروں کی رونق، نہ زندگی گزارنے کا بنیادی سامان، نہ گھروں کی وہ زندگی جو کبھی یہاں سانس لیتی تھی، ہر طرف تباہی کی ایک ایسی تصویر ہے جسے دیکھ کر عام انسان کا دل بیٹھ جائے اور وہ خوف اور مایوسی میں ڈوب جائے۔

مگر اسی ملبے کے درمیان ایک عجیب منظر نظر آتا ہے، سڑک کے بیچوں بیچ چند بچے اور نوجوان ایک چھوٹی سی میز اور چند کرسیاں رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے سامنے افطار کے لیے معمولی سا کھانا رکھا ہوا ہے، گرد و غبار سے بھری فضا کے درمیان وہ روزہ کھولنے کے لیے جمع ہیں، حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے چہروں پر خوف یا گھبراہٹ نہیں بلکہ ایک عجیب سی مسکراہٹ اور سکون ہے، وہ ایسے بیٹھے ہیں

جیسے یہ ٹوٹی ہوئی سڑک ہی ان کا گھر ہو اور یہ ملبہ ہی ان کی دنیا ہو، مگر ان کے دلوں میں زندگی کی حرارت باقی ہے، انسان سوچتا ہے کہ جس جگہ ہر طرف تباہی ہو، جہاں گھر نہ ہوں، سہولتیں نہ ہوں، ہر لمحہ خطرہ ہو، وہاں انسان کے چہرے پر مسکراہٹ کیسے باقی رہ سکتی ہے، مگر شاید اس کا راز مسلمانوں کے اس یقین میں پوشیدہ ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور مصیبتیں ہمیشہ باقی نہیں رہتیں، یہی وجہ ہے کہ جہاں عام حالات میں لوگ ذرا سی آہٹ سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں وہاں یہ لوگ بموں کی گرج کے باوجود اپنی زندگی کے معمولات جاری رکھتے ہیں، وہ روزہ بھی رکھتے ہیں، افطار بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر مسکرا بھی لیتے ہیں، گویا ملبے کے اس ڈھیر کے درمیان وہ دنیا کو خاموشی سے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ عمارتیں گر سکتی ہیں، سڑکیں ٹوٹ سکتی ہیں، گھر مٹ سکتے ہیں مگر انسان کے دل سے امید اور ایمان کو مٹانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

دوسری طرف ایک بالکل مختلف منظر بھی دنیا کے سامنے آتا ہے، وہاں جدید ترین ٹیکنالوجی ہے، مضبوط دفاعی نظام ہیں، آسمان میں نگرانی کرنے والے آلات ہیں، اور ایسا نظام موجود ہے جسے Iron Dome کہا جاتا ہے جو آنے والے میزائلوں کو فضا ہی میں روک لینے کی صلاحیت رکھتا ہے، وہاں مضبوط پناہ گاہیں ہیں، بنکر ہیں، حفاظتی انتظامات ہیں اور ہر طرح کی سائنسی سہولتیں موجود ہیں، مگر اس کے باوجود جیسے ہی خطرے کا سائرن بجتا ہے تو ایک عجیب منظر دیکھنے کو ملتا ہے، سڑکوں پر دوڑ شروع ہو جاتی ہے، مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا جوان، بچے ہوں یا بڑے، سب کے چہروں پر خوف کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے اور لوگ جلدی جلدی بنکروں کی طرف بھاگتے ہیں تاکہ کسی محفوظ جگہ میں پناہ لے سکیں۔

یوں آخر کار یہ فرق صرف ہتھیاروں یا وسائل کا نہیں بلکہ دل کے یقین اور انسان کے تصورِ حیات کا فرق بن جاتا ہے، ایک طرف وہ لوگ ہیں جو ملبے کے درمیان بھی افطار کر لیتے ہیں اور مسکرا لیتے ہیں، اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو مضبوط قلعوں اور دفاعی نظاموں کے باوجود ایک سائرن کی آواز سے بنکروں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں، شاید یہی وہ لمحہ ہے جہاں انسان سمجھتا ہے کہ اصل طاقت عمارتوں، میزائلوں اور ٹیکنالوجی میں نہیں بلکہ انسان کے دل کے اندر موجود یقین، امید اور ایمان میں ہوتی ہے، اور یہی وہ قوت ہے جو کسی قوم کو خوف کے سایوں میں جینے والی قوم بنانے کے بجائے مصیبتوں کے درمیان بھی زندہ اور باوقار رہنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے، سچ کہا تھا حضرت ٹیپو سلطان رح نے "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کے سو سال کی زندگی سے بہتر ہے" الحمد اللہ ہمیں ایمان کی نعمت میسر ہے۔

مدینہ منورہ

* گرام پنچایت کی زمین پر سروجنک شادی گھر کا قیام وقت کی اہم ضرورت: اے آئی ایم ایف ڈی *

آل انڈیا مائی ناریٹیز فورم فار ڈیموکریسی نے نائب وزیرِ اعلیٰ کو مکتوب ارسال کیا

لکھنؤ: (پریس ریلیز) آل انڈیا مائناریٹیز فورم فار ڈیموکریسی (اے آئی ایم ایف ڈی) نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں غریب اور متوسط طبقے کے لیے شادی جیسے اہم سماجی فریضے کی ادائیگی ایک سنگین مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔ مہنگے پرائیویٹ شادی ہال اور بڑھتے ہوئے اخراجات نے عام آدمی، خصوصاً اقلیتی اور کمزور طبقات کو شدید دباؤ میں مبتلا کر رکھا ہے۔

فورم کے سکریٹری، نشر و اشاعت ابوشحمہ انصاری نے اس سلسلے میں ایک اہم تجویز پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ گرام پنچایت، نگر پنچایت اور نگر نکائے کی سرکاری زمین پر مستقل عوامی شادی/کمیونٹی ہال تعمیر کیے جائیں، تاکہ غریب اور معاشی طور پر کمزور خاندانوں کو اپنی سماجی تقریبات باعزت طریقے سے انجام دینے میں سہولت حاصل ہو سکے۔

اسی ضمن میں آل انڈیا مائناریٹیز فورم فار ڈیموکریسی کے قومی صدر ڈاکٹر عمار رضوی نے اتر پردیش کے نائب وزیرِ اعلیٰ کیشو پرساد موریہ کو مکتوب ارسال کرتے ہوئے فورم کے سکریٹری ابوشحمہ انصاری کی اس تجویز کی جانب توجہ دلائی ہے۔ اپنے مکتوب میں انہوں نے کہا ہے کہ گرامی و شہری علاقوں میں آبادی میں مسلسل اضافہ اور زمین کی محدود دستیابی کے باعث غریب و کمزور طبقات کو شادی بیاہ اور دیگر سماجی تقریبات کے انعقاد میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مکتوب میں مزید کہا گیا ہے کہ اگر ہر گرام پنچایت، نگر پنچایت اور نگر نکائے کی سرکاری زمین پر مستقل عوامی شادی یا کمیونٹی ہال تعمیر کرا دیے جائیں تو یہ نہ صرف عوامی فلاح کا اہم قدم ہو گا بلکہ حکومت کے اصول ،،سب کا ساتھ، سب کا وکاس اور سب کا وشواس،، کو بھی عملی شکل دے گا اور سماج میں ایک مثبت پیغام جائے گا۔

فورم نے خبر کے ذریعے ضلع انتظامیہ اور پنچایت راج محکمہ کے افسران سے اپیل کی ہے کہ گرام پنچایت کی خالی یا غیر استعمال شدہ زمینوں کی نشاندہی کر کے وہاں سروجنک شادی گھر کے قیام کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں اور اس مقصد کے لیے مناسب بجٹ اور انتظامی منظوری بھی فراہم کی جائے۔

شب قدر کی اہمیت وفضیلت شبِ قدر

از: مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی
ناظم تعلیمات:
دارالعلوم انوار مصطفیٰ
سہلاؤشریف، گرڈیا، ضلع: باڑمیر

یہ بات شریعت اسلامیہ کے مسلمات میں سے ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے ماہ وسال کا نظام بنایا اور کائنات میں مختلف اشیاء کو ایک دوسرے کے مقابلے میں شرف وفضیلت سے بہرہ ور کیا پھر عالم دنیا کے ہر ایک شعبہ کو آیت کریمہ ''فضلنا بعضھم علیٰ بعض'' کا مصداق بنایا- چنانچہ بعض مہینوں کو بعض پر اور بعض ایام کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اسی طرح بعض راتوں کو بعض راتوں پر فضیلت اور برتری حاصل ہے جس سے کسی کو بھی انکار ممکن نہیں، بقول حضرت امام غزالی "سال میں ۱۵ راتیں خیر کی تجارت گاہیں ہیں اور طالب آخرت تاجر ہے، اس لیے آخرت کے طالبین کو ان کے راتوں میں غافل نہیں رہنا چاہئے ورنہ نقصان ہوگا" انہیں ۱۵ راتوں میں سے ایک مبارک و مسعود رات "شب قدر" بھی ہے جو اللہ رب العزت کی رحمتوں کا خزانہ اور برکتوں کا گنجینہ ہے اور کم از کم ایسی ۳۰ ہزار راتوں سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو-

شب قدرست طے شدہ نامہ ہجر
سلام فیہ حتی مطلع الفجر

اور تو اور اس رات کو تقدیر ساز رات بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی رات میں قرآن مجید جیسی تقدیر ساز کتاب نازل ہوئی بقول شاعر:

کتاب ہدیٰ کی یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہوئی قوموں کی تقدیر دیکھی

شب قدر کی اہمیت:

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے، جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں، جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گذری گویا اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ ''خیر من الف شہر'' کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہے گا، عطا فرمادے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

اگر دنیا کے کسی سوداگر کو یہ پتہ چل جائے کہ ہمارے قریبی شہر میں فلاں مہینہ اور تاریخ کو ایک ایسا میلہ لگنے والا ہے جس میں اتنی آمدنی ہوگی کہ ایک روپیہ کی قیمت ہزار گنا بڑھ جائے گی اور تجارت میں غیر معمولی نفع ہوگا تو کون احمق ہوگا جو اس زریں موقع کو ہاتھ سے جانے دے گا؟ اور اس سے فائدہ اٹھائے بغیر یوں ہی ضائع کردے گا؟ بلکہ عقلمند شخص وہی ہوگا جو اس اسکیم سے بھرپور نفع اٹھائے اور مستقبل کے لیے ذخیرہ اندوزی کی فکر کرے، بلکہ بتانے والے نے اگر تاریخ نہ بھی بتائی ہو تو کسی نہ کسی طرح وہ تاریخ کا پتہ لگانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور اگر تاریخ میں کچھ شبہ رہ جائے تو احتیاطاً کئی دن پہلے اس جگہ پہنچ کر پڑاؤ ڈال دے گا- ٹھیک یہی حال اخیر عشرے کی طاق راتوں اور بالخصوص شب قدر کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور مغفرتیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں، کوشش کرنے والے اپنی عبادت وریاضت اور اخلاص وطاعت کے ذریعہ حتی المقدور دامن مراد کو بھر لیتے ہیں، جب کہ غافل ولاپرواہ لوگ اس بے پایاں فضل وانعام کے باوجود محروم ونامراد ہوجاتے ہیں، غرضیکہ شب قدر بڑی برکتوں اور رحمتوں کی رات ہے، یہ آسمانوں پر فرشتوں کے لیے عید کی رات ہے اور زمین پر انسانیت کے لیے معراجکمال کے حصول کی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے اتھاہ سمندر پُرجوش ہوتے ہیں، پوری رات میں رحمت الٰہی کی برسات اور خیر و مغفرت کا نزول ہوتا رہتاہے، اطمینان وسکون کی خنک ہواؤں کے جھونکے مشام جاں کو معطر کرتے ہیں، اس رات میں مردہ دلوں کو زندگی عطا کی جاتی ہے اور روحوں کی تاریک دنیا کو انوار وتجلیات سے جگمگادیا جاتا ہے اور جبرئیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں پھر شب بیداروں کو ان کا سلام ملتا ہے اور شیطانی القاء کی تمام راہیں مسدود ہوجاتی ہیں اور شیاطین کے ہر قسم کے داؤ پیچ اور تگ ودو پر پابندی لگادی جاتی ہے جس کے نتیجے میں شب بھر غیر معمولی روحانی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، پھر کسی بھی صاحب خیر کو محروم نہیں کیا جاتا ہے-اس لیے اگر کوئی بندہ شب قدر کی جستجو میں کامیاب ہوجائے تو اس ایک رات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وہ اتنی منزلیں طے کرسکتا ہے جتنی ہزاروں راتوں میں نہیں کرسکتا ہے-

شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ:

۱: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنٰی مرتبہ کے ہیں، چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے' اس لئے اسے ''لیلۃ القدر'' یعنی "شب قدر'' کہا جاتا ہے۔(القرطبی'۲۰:۱۳۰)

۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو تمام فیصلے فرمالیتا ہے اور چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر وفیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتاہے، اس وجہ سے یہ ''لیلۃ القدر'' کہلاتی ہے۔(تفسیر القرطبی'۲۰:۱۳۰)

۳: اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ "اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کے لئے صاحبِ قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اس سورہ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے''۔(تفسیر کبیر'۳۲:۲۸)۔

۴: قدر کا معنٰی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنٰی کے لحاظ سے اسے قدر والی رات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔(تفسیر الخازن'۴:۳۹۵)

۵: امام ابو بکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے، اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔(تفسیر القرطبی'۲۰:۱۳۱)

یہ مبارک رات کیوں عطا ہوئی؟

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر شفقت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غم خواری ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کرسکیں گے؟(پس) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرما دی، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔(موطا امام مالک، ۱: ۳۱۹'کتاب الصیام، باب ماجاء فی لیلۃ القدر، رقم حدیث: ۱۵)

اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا، جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔

فعجب رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لذلک و تمنی ذالک لامتہ فقال یارب جعلت امتی أقصر الامم الاعمارا و أقلھا أعمالا فاعطاہ للہ تبارک وتعالیٰ لیلۃ القدر.(تفسیر الخازن'۴:۳۹۷)

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے میرے رب میری امت کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال بھی کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر عنایت فرمائی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے مختلف انبیائے کرام حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا محمد عجبت امتك من عبادة هولاء النفر ثمانين سنة، فقد انزل الله عليك خيراً من ذلك ثم مقرأنا اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ فسر بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

اے نبی محترم! آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کررہے ہیں تو آپ کے رب نے آپ کو اس سے بہتر عطا فرمادیا ہے اور پھر سورۃ القدر کی تلاوت کی، اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔(تفسیر القرطبی'۲۰:۱۳۲)

مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل یہ کرم فرمایا کہ اس امت کو لیلۃ القدر عنایت فرمادی اور اس کی عبادت کو ۸۰ نہیں بلکہ ۸۳ سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا-

امتِ محمدیہ ﷺ کی خصوصیت:

لیلۃ القدر فقط حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خصوصیت ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان للہ وھب لامتی لیلۃ القدر لم یعطھا من کان قبلھم.(الدر المنثور'۶:۳۷۱) یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے فقط میری امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں میں سے یہ شرف کسی کو بھی نہیں ملا۔

پہلی امتوں میں عابد کسے کہا جاتا تھا؟:

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا، جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کرلیتی ہے۔

قیل ان العابد کان فیما مضی یسمی عابداً حتی یعبد للہ الف شہر عبادۃ، فجعل للہ تعالی لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادۃ لیلۃ خیر من الف شہر کانوا یعبدونھا. سابقہ امتوں کا عابد وہ شخص ہوتا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے افراد کو یہ شبِ قدر عطا کردی، جس کی عبادت اس ہزار ماہ سے بہتر قرار دی گئی۔(فتح القدیر'۵:۴۷۲) گویا یہ عظیم نعمت بھی سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں امت محمدیہ کو نصیب ہوئی ہے۔

فضیلتِ شب قدر: احادیث کی روشنی میں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص شبِ قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری، ج۱ص۶۲۶، حدیث:۱۹۰۱)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرّحمہ اِس حدیثِ پاک کی وضاحت میں لکھتے ہیں: رمضان میں روزوں کی برکت سے گناہِ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں اور تراویح کی برکت سے گناہِ کبیرہ ہلکے پڑ جاتے ہیں اور شبِ قدر کی عبادت کی برکت سے درجے بڑھ جاتے ہیں (مرأۃ المناجیح، ج۳ص۱۳۴)

علامہ عبدالرءوف مُناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِس حدیث کی وضاحت میں نقل کرتے ہیں کہ رمضان کے روزوں اور قیام کے ذریعے ہونے والی مغفرت تو ماہِ رمضان کے آخر میں ہوتی ہے جبکہ شب قدر میں قیام کے سبب ہونے والی بخشش کو مہینے کے اِختتام تک مؤخر نہیں کیا جاتا۔(فیض القدیر، ج۶ص۲۴۸، تحت الحدیث: ۸۹۰۲ماخوذاً) مذکورہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر وفکر، عبادت وطاعت کی تلقین کی گئی ہے، وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو، ریاکاری یا بدنیتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا، چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدۂ مغفرت بن کر آتی ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان ھذا الشھر قد حضرکم و فیہ لیلۃ خیر من الف شھر من حرمھا فقد حرم الخیر کلہ ولا یحرم خیرھا الا حرم الخیر.

یہ جو ماہ تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے، جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعۃً محروم ہو۔(سنن ابن ماجہ: ۲۰'کتاب الصیام'رقم حدیث: ۱۶۴۴)

ایسے شخص کی محرومی میں کیا شک ہو سکتاہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوادے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کرلیتا ہے تو اسی (۸۰) سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا؟-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرائیل علیہ السلام فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعدیذ کر للہ عزوجل.

شب قدر کو جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے، بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔(شعب الایمان، ۳:۳۴۳)

شبِ قدر کب ہوتی ہے؟

قارئین کرام: اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی مَشِیَّت (مرضی) کے تحت شَبِ قدر کو پوشیدہ رکھا ہے۔ لہٰذا ہمیں یقین کے ساتھ نہیں معلوم کہ شَبِ قَدر کون سی رات ہوتی ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہے: ''شَبِ قَدر کو رَمضانُ المبارَک کے آخِری عَشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (بخاری، ج۱ص۶۶۱، حدیث: ۲۰۱۷) ''فیضانِ رمضان'' صفحہ ۱۹۹ پر ہے: اگرچہ بُزُرگانِ دین اور مُفَسِّرین و محدِّثین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شبِ قدر کے تَعَیُّن میں اِختِلاف ہے، تاہم بھاری اکثریَّت [اکثر صحابۂ کرام اور جمہور علماءِ کرام] کی رائے یہی ہے کہ ہر سال ماہِ رَمضانُ المبارَک کی ستّائیسویں شب ہی شَبِ قَدر ہے۔ سیّدالْقُرَّاء حضرتِ سَیِّدُنا اُبَیّ بِن کَعْب رضی الله تعالى عنه کے نزدیك ستّائیسویں شبِ رَمَضان هی "شَبِ قَدر" هے (مسلم، ص۳۸۳، حدیث: ۷۶۲)

سیدالمفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی نظریہ ہے آپ نے اپنے اس نظریہ پر کئی دلائل پیش کیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "تنزل الملٰئکۃ والرّوح فیھا'' میں ''فیھا'' (مراد: شب قدر) سورۂ قدر کا ستائیسواں کلمہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے- اور بعض علماء نے ستائیسویں شب میں شب قدر ہونے پر علم حساب سے بھی استدلال کیا ہے وہ اس طرح کہ لیلۃ القدر میں کل نو حروف ہیں اور سورۂ قدر میں لیلۃ القدر کا تذکرہ تین مرتبہ ہوا ہے، اب اگر ۹/ کو ۳/ میں ضرب دے دیا جائے تو نتیجہ ۲۷/ نکلے گا-

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسمِ اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا، ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے، اس لئے رات تعین نہ فرمائی، تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔

عدمِ تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے، کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔(التفسیر الکبیر'۳۲:۲۸)

ایک جھگڑا علمِ شبِ قدر سے محرومی کا سبب بنا:

ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کردینے کی جھگڑا بھی ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعین کی بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرمادیں کہ یہ فلاں رات ہے، لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرمادیا، روایت کے الفاظ یوں ہیں: خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیخبر بلیلۃ القدر، فتلاحی رجلان من المسلمین، فقال: خرجت لأخبرکم بلیلۃ القدر، فتلاحی فلان و فلان فرفعت-

ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا، مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اٹھالی گئی۔(صحیح البخاری، ۱: ۲۷۱' کتاب الصیام' رقم حدیث: ۱۹۱۹)

اس روایت نے یہ بھی واضح کردیا کہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہوتی جارہی ہے۔ مذکورہ روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ شاید اس کے بعد تعین شب قدر کا آپ کو علم نہ رہا۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ شارحین حدیث نے تصریح کردی ہے کہ تعین کا علم جو اٹھالیا گیا تھا تو صرف اسی ایک سال کی بات تھی، ہمیشہ کے لئے نہیں۔

امام بدر الدین عینی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

فان قلت لما تقرران الذی ارتفع علم تعینھا فی تلک السنۃ فھل اعلم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ذلک بتعینھا؟ قلت روی عن ابن عینیہ انہ اعلم بعد ذلک بتعینیھا.

اس سال تعین شب قدر کا علم اٹھالیا گیا اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تعین کا علم رہا یا نہ؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو اس کے تعین کا علم تھا-(عمدۃ القاری'۱۱:۱۳۸)

ہمارے نزدیک آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف تعین کا علم ہے، بلکہ آپ بعض غلاموں کو اس پر آگاہ بھی فرماتے ہیں۔

شبِ قدر کے نوافل:

فقیہ ابواللّیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شبِ قدر کی کم سے کم دو، زیادہ سے زیادہ ہزار اور درمیانی تعداد ۱۰۰ رکعتیں ہیں، جن میں قراءت کی درمیانی مقدار یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۂ قدر پھر تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر دورِد پاک پڑھے۔(روح البیان، ج۱۰ص۴۸۳)

شبِ قدر کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیۡمٌ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا، کرم کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے تو میرے گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔(ترمذی، ج۵ص۳۰۶، حدیث: ۳۵۲۴)

شبِ قدر میں کا نور دیکھے نوری بھی یارب
یہ حسرت لے کے تیرے در پہ یہ نوری غلام آیا

اللہ تعالیٰ ہم سبھی مسلمانوں کو شبِ قدر کی برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

"شبِ قدر" جود وکرم وانعامات خسروانہ کی شبِ تابندہ

غلام مصطفیٰ رضوی نوری مشن مالیگاؤں

شبِ قدر کی مبارک ساعتیں سایہ فگن ھیں... یہ رحمت کی گھڑی ھے... برکت کی ساعت ھے... عنایات کریمانہ کی رات ہے... مانگنے کی رات ھے... مرادیں بَر آنے کی گھڑی ہے... ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فداکاری کا جذبۂ صادق مانگ لیجئے... اپنی حیات کی تابندگی مانگ لیجئے... قومی وجود کی زندگی مانگ لیجئے... گناہوں سے تائب ھو کر محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت کی سوغات مانگ لیجئے... درِ قبولیت کھلا ھوا ھے... فلسطین کی بازیابی، شام و دیگر تباہ حال مملکتوں کی غاصبوں سے آزادی کی دُعائیں کیجئے... غزہ کی باز آبادکاری کی دعا کیجئے... یہود وانگریز کی اسیری وغلامی میں مبتلا عرب شاہانِ مملکت کی اصلاح کی دعا کیجئے... مسلم مملکتوں کے تحفظ کی عرض کیجئے... عہدِ رواں میں فتنہ ہائے باطلہ سے تحفظ کی دُعا کیجئے... صلیبیوں اور یہودیوں کی یلغار ہے... کئی مسلم ممالک تاراج کیے گئے... غزہ لہولہان ہے... ہزاروں شہادتیں ہیں... سہاگ لُٹ رہاہے. لاکھوں گھر تاراج ہیں. چمن اجڑ چکے، گلیاں لہولہان ہیں... مساجد شہید کر دی گئیں تعلیمی مراکز مٹا دیے گئے.. علوم اسلامی کے سرچشمے خشک کردیے گئے تہذیب اسلامی کے آثار چن چن کر مٹا دیے گئے.... نسل کشی کی بدترین تاریخ فلسطین میں لکھی جارہی ہے.... دنیا کے وہ اشرافیہ جو انسانیت کے تحفظ کے دعویدار ہیں وہ انسانیت کی دھجیاں بکھرتی دیکھ رہے ہیں اور خاموش ہیں... ہزاروں زخمی ہیں اور علاج سے محروم... مشرکینِ ہند نے الگ سازشیں رچی ہوئی ہیں... وجودِ مسلم مِٹانے کے لیے اقتدار کے ذریعے آئینِ ہند بدل رہے ہیں... دستِ دُعا دراز کیجئے... کہ ان کے وار انہیں پر اُلٹ جائیں... ان کی سازشیں بکھر جائیں...

شبِ قدر؛ شبِ انعام ہے... عطا کے دھارے چل رہے ھیں... سخا کے تارے کھل رہے ھیں... نور کی سوغات تقسیم ھو رھی ھے... دامن بھر بھر دیے جارھے ھیں... یقیں کے توشے بٹ رہے ہیں... اُمیدوں کی بزمِ نور آراستہ ہے... عطا بھی، سخا بھی اور عنایتوں کی صبحیں بھی ہیں... کرم کے دریا موجزن ہیں... انعاماتِ خسروانہ تقسیم ہو رہے ہیں.... اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا واقعی بہت ہوتا ہے... شبِ قدر جس کی عظمتوں پر کتاب وسنت کے مبارک اوراق گواہ ہیں... جن کی شوکت کے نغمے الاپے جا رہے ہیں... شبِ تاباں؛ ہزار مہینوں سے افضل

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک
واہ کیا جود وکرم ھے شہِ بطحا تیرا
نھیں سنتا ھی نھیں مانگنے والا تیرا

(اعلیٰ حضرت) شبِ قدر کا احترام کریں... نزول قرآن کی ساعتوں میں دستِ دعا دراز کریں... ان شاءاللہ دامن امید بھر بھر جائے گا... یقین کی دولت پختہ ہو گی... عقائد مضبوط ہوں گے اور عمل کی بزم آراستہ ہو گی تو من کی دنیا مہک اُٹھے گی... خدائے قدیر! شب قدر کی عظمتوں کے تصدق ہمیں سچا بندۂ مومن بنا، یقیں کی دولت سے مالا مال فرما... فلسطین کے مسلمانوں پر فضل وکرم فرما، دشمنانِ اسلام کو نیست و نابود فرما... شریعتِ مطہرہ سے حسد میں مبتلا مشرک اقتدار کو شکست سے دوچار فرما... اماکنِ اسلامی کی حفاظت فرما.... فدایان یہود آل سعود کو امریکی اسیری سے نکل کر مقدسات اسلامی کے تحفظ کی توفیق عطا فرما-

صوفی شہزادے مسجد غوث الاعظم ہرواره کے نئے صدر مقرر،

مسجد اللہ کا گھر ہے خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو مسجد کی خدمت کا موقع میسر آۓ، اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کی مسجد کو وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، پرانے صدر نظیر صاحب کے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد نئے صدر کے انتخاب کے لیے دھومن گنج الہ آباد موجودہ ضلع پریاگ راج میں نمازیوں کی ایک نشست مسجد غوث الاعظم کے صحن میں رکھی گئی جس میں اتحاد واتفاق سے جناب صوفی شہزادے صاحب کو مسجد کا نیا صدر مقرر کیا گیا واضح ہو کہ صوفی شہزادے صاحب ملک کے نیپال کی مشہور و معروف شخصیت شاعر اسلام جانشین مستان نیپال پیر طریقت رہبر شریعت حضرت حافظ و قاری صوفی عبدالغفار اطہر نیپال صاحب کے مرید خاص ہیں اور یہ اپنے پیر و مرشد سے بہت ہی گہری عقیدت رکھتے ہیں، واضح ہو کہ صوفی عبدالغفار اطہر نیپالی صاحب پورے ملک ہندوستان اور نیپال کا دورہ کرتے ہیں اور لوگوں کا روحانی علاج بھی کرتے ہیں دور دراز کے لوگ آپ کو یاد کرتے ہیں اور آپ مریضوں کا علاج کرتے ہیں، اور اللہ کے فضل و کرم سے لوگ شفایاب بھی ہوتے ہیں ملک نیپال میں جامعہ غفاریہ فیضان جہانگیر کے بانی بھی ہیں، رپورٹ ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

مدنی نزول قرآن کی خصوصیات

ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔

مدنی نزول قرآن میں سورتوں کی تعداد اگرچہ مختلف ہے تاہم اکثر مفکروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مدنی سورتوں کی تعداد ۲۳ ہے جبکہ مکی سورتوں کی تعداد ۹۱ ہے۔ بہرحال مدنی سورتوں میں زیادہ تر خطاب یا تو مسلمانوں سے بحثیت امت مسلمہ ہے یا پھر اہل کتاب (یہود و نصاری) سے بحثیت سابقہ امت مسلمہ دعوت کے انداز میں بھی اور ملامت کے انداز میں بھی ترغیب سے بھی اور ترہیب سے بھی۔ ان سورتوں میں نفاق اور منافقین کا ذکر کثرت سے ہے۔ اوس اور خزرج قبیلہ کے جو لوگ مدینہ میں آباد تھے وہ اگرچہ اصل میں عرب تھے لیکن یہودیوں کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے ان کا مزاج اور کردار بدل چکا تھا۔ جو اخلاقی خرابیاں کسی بگڑی ہوئی مسلمان امت میں ہوتی ہیں وہ یہود مدینہ میں بتمام و کمال موجود تھیں۔ اور ان کے زیر اثر اوس و خزرج قبیلے کے لوگوں میں بھی اخلاق و کردار کی ویسی ہی کمزوریاں کسی نہ کسی درجے میں پائی جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ میں منافقین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان سورتوں کا یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ مدنی سورتوں کا اہم ترین مضمون احکام شریعت یعنی جائز و ناجائز فرائض واجبات اوامر و نواہی وغیرہ کی تفاصیل ہیں۔ مدنی سورتوں میں بعض عمومی خصوصیات بھی ہیں (۱) مدنی نزول قرآن میں اکثر سورتیں اور آیات کافی طویل ہیں اور بعض جگہ تو ایک ایک آیت مفصلات کی دو تین سورتوں سے زیادہ طویل نظر آتی ہیں۔ (۲) مدنی سورتوں میں تفصیلی دلائل اور براہین موجود ہیں اور طرز بیان میں بھی فرق ہے اور یہ فرق اس لئے ہے کہ اب قرآن کے مخاطب کافی حد تک بدل گئے ہیں۔ یا تو مسلمان ہیں جو کافی حد تک سلجھ گئے ہیں اور انہوں نے روح اسلام کو پالیا ہے اور یا پھر اہل کتاب ہیں جو اہل مکہ کے مقابلے میں بہرحال زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور قرآن کی تعلیمات کو سمجھتے ہیں خدا۔ رسالت۔ وحی۔ شریعت اور بے شمار دوسری اصولی باتوں کے وہ اپنے مذہب کی رو سے قائل ہیں اور اس بارے میں تفصیلات تک مانتے ہیں۔ (سیرت قرآن اور انقلاب مصنف معروف شاہ شیرازی)

زکوٰۃ احادیث کے آئینے میں

(علامہ) سید نوراللہ شاہ بخاری
متہم و شیخ الحدیث: دارالعلوم انوار مصطفی سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن اور اہم ترین مالی فریضہ ہے جس کی فرضیت قرآن و سنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے دوسرے سال میں مسلمانوں پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نافذ فرمایا۔

زکوٰۃ کے لغوی معنٰی پاکیزگی اور بڑھوتری کے آتے ہیں، کیوں کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے سے مال میں خیر و برکت کی زیادتی اور پاکیزگی ہو جاتی ہے اس لیے ایسا مال جو ظاہر اور باطن کی پاکیزگی کا ذریعہ بنتا ہے اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

شرعی اعتبار سے زکوٰۃ مال کا وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال داروں پر غریبوں مسکینوں اور ضرورت مندوں کے لیے چند شرطوں کے ساتھ واجب کیا جو سال گزرنے کے بعد مقررہ نصاب کے مطابق محتاجوں کو دیا جاتا ہے۔

اسلام میں زکوٰۃ اللہ کی رضاجوئی کی نیت سے کسی مسلمان فقیر کو اپنے مال میں سے مقررہ حصوں کے مالک بنا دینے کا نام ہے، لیکن زکوٰۃ کی رقم ہاشمی کو نہیں دی جاسکتی، نہ شوہر اپنی بیوی کو، نہ بیوی اپنے شوہر کو، نہ کوئی شخص اپنی اولاد یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ کو دے سکتا ہے، نہ اپنی اصل یعنی ماں باپ دادا دادی وغیرہ کو دے سکتا ہے، بلکہ اگر یہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد و اعانت اپنی ذاتی مال سے کرنی ہوگی۔ (ردالمحتار ج/۲ص/۶۳) یہ بات بالکل صحیح ہے کہ قرآن واحادیث میں زکوٰۃ دینے پر بہت زیادہ زور دیا گیا اور زکوٰۃ کے نہ دینے پر بہت سی وعیدیں بھی بیان کی گئی ہیں، صرف قرآن کے اندر بیسوں آیتوں میں زکوٰۃ کا تذکرہ ہوا ہے۔

حدیث کی کتابوں میں بھی جابجا زکوٰۃ کا تذکرہ ہوا ہے جس سے زکوٰۃ کی اہمیت و عظمت اور اس کی فضیلت سمجھ میں آتی ہے۔

آئیے زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث [فرمودات وارشادات] ملاحظہ کریں جو درج ذیل ہیں!

★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دے کہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردے گی، اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کر، اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔ (مسند احمد)

★ ضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اسلام کا پورا ہونا اور مکمل ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی)

★ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے [استطاعت ہوتے ہوئے] وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک کہ پوری چاروں ادا نہ کریے، وہ چار چیزیں یہ ہیں نماز، زکوٰۃ، ماہ رمضان کا روزہ، اور حج بیت اللہ۔ (مسند احمد)

★ حاکم مستدرک میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور فرما دیا۔

★ ابو داؤد میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو مضبوط قلعہ میں محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور مصیبت نازل ہونے پر دعا اور عاجزی سے مدد مانگو۔

★ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔ (نسائی شریف)

زکوٰۃ مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے:

یہ ایک عجیب فلسفہ ہے کہ انسان مال کی زکوٰۃ دے اور اس کا مال محفوظ ہو جائے یعنی مال چوری ہونے سے بچ جائے، قدرتی آفتوں سے اسے نقصان نہ پہنچے، گویا ہر نقصان ہونے والے ذریعہ سے محفوظ رہے، یقین محکم اور ایمان کی پختگی ہے کہ جب مسلمان اللہ کی راہ میں حلال روزی ہی سے زکوٰۃ دے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے مال کو ہر آفت وبلا سے بچائے گی۔

ایک دفعہ رسول پاک ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے کسی شخص نے کہا کہ فلاں شخص کا بڑا نقصان ہو گیا ہے، سمندر کی طغیانی نے اس کے مال کو ضائع و برباد کر دیا، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جنگل ہو یا دریا، گویا کسی جگہ بھی جو مال ضائع و برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ضائع ہوتا ہے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کر کے حفاظت کیا کرو اور اپنے بیماروں کی بیماری صدقہ سے دور کرو۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے وعیدیں:

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ صاحب نصاب [مال دار] ہوتے ہوئے اگر کوئی آدمی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے لیے کیسی کیسی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، یوں تو قرآن مقدس میں زکاۃ نہ دینے والوں کے لیے مختلف مقامات پر شدید ترین وعیدیں نازل ہوئی ہیں جنہیں اگر ذکر کیا جائے تو مضمون میں طوالت آجائے گی اس لیے صرف حضور کی حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں، زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے وعیدوں وسزاؤں پر مشتمل کچھ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں!

★ ضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا یہ مال اس کے لیے گنجا سانپ بن جائے گا جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کی گردن میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا پھر سانپ منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باہوں کو پکڑلے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے "اور وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں وہ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے ان کے لیے یہ اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لیے بہت بری چیز ہے، عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے میں اس مال کا طوق پہنایا جائے گا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کیا" -(بخاری شریف)

★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

★ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ خشکی اور تری میں جو مال تلف اور ہلاک ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہلاک ہوتا ہے۔ (طبرانی) ★ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں سے ایک وہ مال دار ہوگا جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تھا یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ (طبرانی)

★ فرمان نبوی ہے کہ معراج کی رات میں میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جنہوں نے آگے پیچھے چیتھڑے لگائے ہوئے تھے اور جہنم کا تھوہر، ایلوا اور بدبودار گھاس جانوروں کی طرح کھا رہے تھے، پوچھا: جبریل: یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل نے عرض کی: حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کا صدقہ [زکوٰۃ] نہیں دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔

عبرت کے لئے اوپر ذکر کی گئی حدیثیں ہی کافی ہیں ورنہ! قرآن مقدس وکتب احادیث میں اس کے علاوہ بھی بہت سی وعیدیں وارد ہوئی ہیں جنہیں اگر اکٹھا کیا جائے تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

شبِ قدر: عظمت، فضیلت اور پیغامِ ہدایت

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف مہوتری نیپال

اسلامی تعلیمات میں بعض اوقات اور دنوں کو خصوصی فضیلت اور برکت عطا کی گئی ہے تاکہ انسان اپنے رب کے قریب ہو سکے۔ انہی مبارک اوقات میں ایک عظیم اور بابرکت رات لیلۃ القدر ہے جسے اردو میں شبِ قدر کہا جاتا ہے۔ یہ وہ مقدس رات ہے جس کی عظمت اور شان کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی جسے سورۃ القدر کہا جاتا ہے۔ اس رات کی فضیلت اس قدر عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ مضمون شبِ قدر کی حقیقت، اس کی فضیلت، قرآن و حدیث میں اس کے دلائل اور اس کے روحانی پیغام کو مفصل انداز میں بیان کرتا ہے تاکہ اس عظیم نعمت کی قدر کی جا سکے۔ لفظ "قدر" عربی زبان میں کئی معانی رکھتا ہے، جن میں عظمت، قدر و منزلت، تقدیر اور فیصلے شامل ہیں۔ اس لحاظ سے شبِ قدر کو وہ رات کہا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی تقدیر کے اہم فیصلے فرشتوں کے سپرد کیے جاتے ہیں۔ یہی وہ رات ہے جس میں انسان کی عبادت، دعا اور توبہ کو غیر معمولی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اس رات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ شبِ قدر کا سب سے واضح ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ
تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

یہ آیات سورۃ القدر کی ہیں، جو شبِ قدر کی عظمت کو واضح کرتی ہیں۔ اس سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی رات قرآن مجید کا نزول شروع ہوا، جو انسانیت کے لیے ہدایت اور روشنی کا سرچشمہ ہے۔ شبِ قدر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسی رات قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا آخری آسمانی پیغام ہے جو ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوا۔ یہ نزول دراصل انسانیت کے لیے ایک عظیم رحمت اور ہدایت کا ذریعہ بنا۔ قرآن نے انسان کو زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ دیا، اخلاقیات، عبادات، معاشرت اور عدل و انصاف کے اصول بیان کیے۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی شبِ قدر کی عظمت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ پیارے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنی جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے شبِ قدر میں قیام کرے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ رات توبہ، مغفرت اور روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ شبِ قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آتی ہے۔ احادیث کے مطابق اسے رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، جیسے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ کی رات۔ بعض علماء کے نزدیک ۲۷ رمضان کی رات کو زیادہ امکان ہے، لیکن قطعی طور پر کسی ایک رات کو متعین نہیں کیا گیا۔ اس حکمت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان پورے آخری عشرے میں عبادت اور ذکر میں مشغول رہیں۔ اس مبارک رات میں مسلمان مختلف عبادات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں اہم عبادات یہ ہیں: ۱. اس رات نوافل اور تہجد پڑھنا بہت افضل ہے۔ ۲. قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و فکر انسان کے ایمان کو تازگی بخشتا ہے۔ ۳. اس رات کی مشہور دعا ہے:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

4. اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور درود شریف کا ورد کرنا۔

5. رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا بھی سنت ہے۔ شبِ قدر دراصل انسان کو اپنی زندگی پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ رات ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور اصل کامیابی اللہ کی رضا میں ہے۔ اس رات کی عبادت انسان کے دل کو پاک کرتی ہے، اس کے ایمان کو مضبوط بناتی ہے اور اسے نیکی اور تقویٰ کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔ شبِ قدر کا پیغام صرف انفرادی عبادت تک محدود نہیں بلکہ یہ معاشرتی اصلاح کا بھی درس دیتی ہے۔ جب انسان اللہ سے سچا تعلق قائم کرتا ہے تو اس کی زندگی میں اخلاق عدل، رحم اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہی اوصاف ایک صالح معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔ شبِ قدر اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے جو ہر سال رمضان المبارک میں مسلمانوں کو عطا کی جاتی ہے۔ یہ رات مغفرت، رحمت اور ہدایت کی رات ہے۔ اگر مسلمان اس رات کی قدر کریں، عبادت، دعا اور توبہ میں مشغول ہوں اور اپنی زندگی کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں تو یقیناً وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی لیے ضروری ہے کہ ہم اس بابرکت رات کو غفلت میں گزارنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکر اور تلاوتِ قرآن میں گزاریں تاکہ ہم اس کے انعامات اور برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

خادم علم وتدریس: مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ، لوہارپٹی

عقیدت یا جہالت؟ مزارات پر تالے اور دھاگوں کی رسم کا علمی جائزہ

رشحات فکر: انیس الرحمن حنفی رضوی۔ بہرائچ شریف یوپی

برِّ صغیر خصوصاً برصغیر کی مذہبی فضا میں مزاراتِ اولیاء کو ہمیشہ سے ایک روحانی مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہ مقامات تاریخِ اسلام کے اُن روشن ابواب کی یادگار ہیں جہاں اہلِ اللہ نے اپنی زندگیاں اصلاحِ عقیدہ، تزکیۂ نفس اور محبتِ رسول ﷺ کے فروغ میں صرف کیں۔ مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ وقت کے ساتھ بعض ایسی رسوم ان مزارات کے ساتھ وابستہ ہو گئیں جو نہ اُن بزرگوں کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہیں اور نہ ہی کتاب و سنت کے مزاج سے۔ ان رسوم میں تالے باندھنے اور دھاگے گانٹھنے کی روایت نمایاں ہے، جو آج ایک سنجیدہ علمی و اصلاحی گفتگو کا تقاضا کرتی ہے۔

چند روز قبل راقم کو گجرات کے شہر راجکوٹ میں ایک بزرگِ دین کی بارگاہ میں حاضری کا موقع ملا۔ مقصد وہی تھا جو ہر سنی مسلمان کا ہونا چاہیے: فاتحہ خوانی، ایصالِ ثواب اور ان نفوسِ قدسیہ کی نسبت سے روحانی تازگی کا حصول۔ مزار کی فضا میں عقیدت کا رنگ نمایاں تھا، زائرین خاموشی سے دعا اور درود میں مشغول تھے۔ مگر فاتحہ کے بعد جب نگاہ مزار کے پہلو میں واقع ایک کھڑکی پر پڑی تو منظر چونکا دینے والا تھا۔ وہاں بے شمار تالے لٹک رہے تھے اور مختلف رنگوں کے دھاگے بندھے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ لوگ اپنی منتوں کی قبولیت کی نیت سے یہ تالے باندھتے اور دھاگے گانٹھتے ہیں، اور مراد پوری ہونے پر واپس آکر انہیں کھولتے ہیں۔ دل بے اختیار پکار اٹھا: افسوس، صد افسوس!

یہ افسوس محض ایک ظاہری منظر پر نہیں بلکہ اس فکری انحراف پر ہے جو رفتہ رفتہ دین کے نام پر جڑ پکڑ لیتا ہے۔ اہلِ سنت و جماعت کا مسلک اس باب میں نہایت واضح ہے کہ نفع و ضرر کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ انبیاء و اولیاء علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا وہ عطائی اور غیر مستقل ہے۔ اُن کے وسیلہ سے دعا کرنا مشروع اور جائز ہے، جیسا کہ قرآنِ مجید کا ارشاد ہے: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ اسی اصول کی شرح کرتے ہوئے امام احمد رضا خان نے تصریح فرمائی کہ توسل درحقیقت اللہ ہی سے سوال کرنا ہے، مگر اس کے محبوب بندوں کی نسبت کے صدقے سے۔ پس وسیلہ کا اثبات اہلِ سنت کا شعار ہے، اور اس کا انکار گمراہی۔

مگر یہاں اصل سوال یہ ہے کہ کیا تالے باندھنا اور دھاگے گانٹھنا اسی مشروع وسیلہ کا حصہ ہے؟ کیا عہدِ نبوی ﷺ، صحابۂ کرام یا ائمۂ مجتہدین سے اس طرزِ عمل کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ وسیلہ ایک روحانی نسبت اور دعائی تعلق کا نام ہے، نہ کہ کسی مادی شے کی تاثیر کا۔ جب ایک مخصوص تالہ یا دھاگہ قبولیتِ دعا کے لیے لازم سمجھا جانے لگے تو یہ تصور شریعت کی دلیل سے خالی ہے۔ اگر کوئی اسے بذاتِ خود مؤثر سمجھے تو یہ اعتقادی فساد ہے، اور اگر محض علامت کہہ کر اسے دینی عمل کا درجہ دے تو یہ بدعت کے قریب تر ہے، کیونکہ شریعت نے اس کی اصل بیان نہیں کی۔

اس سے بھی زیادہ تشویش ناک پہلو وہ استحصالی نظام ہے جو بعض مزارات کے گرد پروان چڑھ چکا ہے۔ بعض جاہل مجاورین صاحبِ مزار کے نام پر عوام کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ مخصوص نذرانہ یا مخصوص عمل کے بغیر منت قبول نہ ہوگی۔ یوں عقیدت کو ایک معاشی ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔ یہ طرزِ عمل اولیاءِ کرام کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، جنہوں نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اخلاص، فقر اور توکل کی مثال قائم کی۔ ان کے نام پر لوگوں کو اوہام میں مبتلا کرنا اور مالی فائدہ اٹھانا درحقیقت اُنہی کی نسبت کو مجروح کرنا ہے۔ یہ رسم ایک وسیع تر فکری خلا کی علامت ہے۔ جب عوام کو وسیلہ کا صحیح مفہوم نہیں سکھایا جاتا تو وہ مادی علامتوں کو ہی وسیلہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دعا کی روح اخلاص اور توکل میں ہے، نہ کہ تالے کی زنجیر میں۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی گانٹھ باندھنے سے نہیں بلکہ دل کے بندھن کھولنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر اسلامی معاشرہ اپنے اعتقادی شعور کو مضبوط نہ کرے تو رسمیں عقیدہ بن جاتی ہیں اور خرافات تقدس کا لبادہ اوڑھ لیتی ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مزارات کی اصل روحانی حیثیت کو بحال کیا جائے۔ وہاں قرآن و سنت کی تعلیم عام ہو، وسیلہ کے مشروع مفہوم کو واضح کیا جائے، اور ہر اُس رسم کی علمی انداز میں نشاندہی کی جائے جو دین کے نام پر رائج ہو کر بھی دلیلِ شرعی سے خالی ہو۔ اہلِ سنت کا معتدل منہج یہی ہے کہ اولیاء کا ادب باقی رہے، وسیلہ کا اثبات برقرار رہے، مگر خرافات اور استحصال کی بیخ کنی ہو۔ جب علم اور عقیدت کا امتزاج قائم ہوگا تو مزارات واقعی ہدایت کے مراکز بنیں گے، نہ کہ اوہام کی علامت۔ یہی ایک بیدار اور باشعور دینی معاشرے کی پہچان ہے، اور یہی اس موضوع پر ہماری تنقید کا اصل حاصل۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطر معاشرہ میں توازن پیدا کرتا ہے

محمد ہاشم القاسمی
(خادم دارالعلوم پاڑا ضلع پرولیا مغربی بنگال)
فون نمبر ۹۹۳۳۵۹۸۵۲۸

صدقۃ الفطر ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال یا سامان اس کے پاس موجود ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچتی ہو تو اس پر عیدالفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہوتا ہے چاہے وہ مال تجارت کا ہو یا نہ ہو اور چاہے اس مال پر سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں "صدقہ فطر" کہتے ہیں۔ عیدالفطر کے دن جس وقت فجر کا وقت شروع ہوتا ہے (یعنی جب سحری کا وقت ختم ہوتا ہے) اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے۔ اور عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے پہلے اسے ادا کرنا ضروری ہے، اگر عیدالفطر کی نماز سے پہلے ادا نہ کیا گیا تو بعد میں بھی ادا کرنا ہوگا، لیکن بعد میں ادا کرنے سے اس صدقہ کی فضیلت ختم ہو جائے گی، اور یہ عام صدقہ بن جائے گا، نیز عید الفطر کی نماز کے بعد تک تاخیر مکروہ ہے۔ غریب کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر یہ صدقہ عیدالفطر سے پہلے رمضان المبارک میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ (دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن) اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے زکوٰۃ ہی کی طرح صدقۃ الفطر نکالنے کا حکم "ہجرت" کے دوسرے سال نازل ہوا، اس کا ایک مقصد تو ضرورت مند، محتاج اور غرباء کی مدد کرنا ہے، اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ مومن بندوں کے روزوں میں جو کمی اور کوتاہی رہ گئی ہو اس صدقہ کے ذریعہ اس کی تلافی ہو جائے. مذہب اسلام کا مزاج یہ ہے کہ جب بھی کوئی خوشی و مسرت کا موقع آئے تو صرف امیروں اور مالداروں کے گھرانوں اور محلوں ہی میں خوشی و شادمانی کے قمقمے روشن نہ ہوں، بلکہ غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کے جھگی، جھونپڑیوں میں بھی خوشی و مسرت کے قمقمے جلیں، اسی لئے شریعت میں ایسے موقع پر معاشرے کے غریب اور محتاج افراد کو مال دے کر توازن برقرار رکھنے اور اپنے روزوں کی تلافی اور بھر پائی کے لئے صدقہ فطر کو ہر صاحب نصاب پر لازم قرار دیا ہے. یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں اگرچہ مجسم نیکی اور تقوی وطہارت کی کیفیت میں ہوتا ہے، اس کے مادی جسم میں ملکوتی کیفیت فرشتوں جیسی روح پیدا ہو جاتی ہے وہ جھوٹ، بدگوئی، لایعنی، چغلی، بدکلامی ایذارسانی اور حق تلفی اور ہر طرح کی برائیوں سے دور رہتا ہے، یا کم از کم دور رہنے کی کوشش اور اس کے لئے جدوجہد کرتا ہے، لیکن پھر بھی وہ انسان ہے فرشتہ نہیں، اور انسان خطا وچوک اور لغزش کا مرکب و مجموعہ ہے، اس لئے ہزار کوششوں کے باوجود اس سے غلطیاں اور لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ زبان سے بیہودہ اور لایعنی باتیں نکل ہی جاتی ہیں، اس لئے قدرتی طور پر روزوں کا بالکل بے داغ اور ہر نقص و عیب اور کمی و کوتاہی سے پاک رہنا ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روزہ داروں کو اس طرح کے داغ دھبوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے صدقۂ فطر کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر مقرر فرمائی تاکہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کے خورد و نوش کا انتظام ہو جائے صدقہ فطر عید کے دن جس وقت فجر کا وقت ہوتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے، (فتاوی ہندیہ) بہتر یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز کے لیے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ فطر ادا کر دیا جائے، (فتاوی ہندیہ) اگر کسی نے عید کے دن سے پہلے رمضان ہی میں ادا کر دیا تب بھی درست ہے، عورتوں کو فقط اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، اور مرد پر اپنی اور اپنے نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے، لیکن اگر اولاد مالدار ہو تو باپ کے ذمہ اپنے مال سے واجب نہیں بلکہ انہیں کے مال سے ادا کر دے، اور بالغ اولاد کی طرف سے باپ کو دینا واجب نہیں، البتہ اگر کوئی لڑکا مجنون ہو تو اس کی طرف سے بھی ادا کر دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) ذیل میں صدقہ الفطر کے کچھ مسائل دلائل کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش ہے. مسئلہ ۱: صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ ۲: صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیّت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔ (جوہرہ وغیرہ) مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ ۴: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی (بڑھنے والا مال جیسے سونا چاندی وغیرہ) ہونے کی شرط نہیں۔ (درمختار) مسئلہ ۵: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہو گیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) مسئلہ ۶: صدقہ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ و عشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار) مسئلہ ۷: مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) مسئلہ ۸: صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلاعذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ ۹: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار) مسئلہ ۱۰: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (درمختار) مسئلہ ۱۱: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ ۱۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ ۱۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اِذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلااِذن ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما) مسئلہ ۱۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری، جوہرہ) مسئلہ ۱۵: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے، گیہوں یا اس کا آٹا یا ستّو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو ایک صاع۔ (درمختار، عالمگیری) مسئلہ ۱۶: گیہوں، جَو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ ۱۷: نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار) مسئلہ ۱۸: گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ (ردالمحتار) مسئلہ ۲۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہما) مسئلہ ۲۱: (۱) صدقۂ فطر کی مقدار گیہوں سے نصف صاع اور جو کشمش سے پورے ایک صاع ہے موجودہ اوزان کے اعتبار سے نصف صاع ایک کلو چھ سو تینتیس گرام (۱٫۶۳۳)ہوتا ہے اور مکمل ایک صاع برابر تین کلو دو سو چھیاسٹھ گرام (۳٫۲۶۶) ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) مسئلہ ۲۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف میں ملا کر فقیر کو دے سے ادا کرتا ہوا گرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہوگیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (درمختار، عالمگیری) مسئلہ ۲۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار) مسئلہ ۲۴: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار) مسئلہ ۲۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیّت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ ۲۶: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) فقہاء کرام صدقۂ فطر کے وجوب کے سلسلہ میں اس حدیث شریف کو اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں ایک منادی بھیجا کہ اعلان کر دے کہ آگاہ ہو جاو! ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔ (ترمذی، باب ماجاء فی صدقۃ الفطر) صدقۂ فطر مالداروں پر واجب ہے اور غرباء اور ضرورت منداس کا مصرف ہیں۔ فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مد ظلہ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں: "مال دار سے مراد وہ لوگ ہیں، جن کے پاس اپنی بنیادی ضروریات ۔۔۔۔۔۔ مکان کپڑے، گھر کا ضروری سامان، استعمال کی سواری وغیرہ کے علاوہ کوئی چیز نصاب زکوٰۃ کی قیمت کی موجود ہو، زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کچھ مخصوص مالوں ہی میں واجب ہوتی ہے، یعنی: سونا چاندی، مال تجارت، بعض جانور اور زرعی پیداوار، اگر کسی کے پاس ڈھیر ساری زمینیں ہوں، کئی مکانات ہوں، مگر بیچنے کے لئے نہیں رکھے گئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، لیکن صدقۃ الفطر کے لئے مخصوص اموال کا ہونا ضروری نہیں، کوئی بھی مال نصاب زکوٰۃ کی قیمت کا موجود ہو تو صدقۃ الفطر واجب ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جس شخص کے پاس دولت نہ ہو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں؛ لا صدقۃ الا عن ظھر غنی، شریعت نے دولت مندی کا معیار نصاب زکوٰۃ کے بقدر مال کو قرار دیا ہے۔ یکم شوال المکرم یعنی عیدالفطر کی صبح صادق کے وقت جو مسلمان زندہ ہو اور ضرورت سے زائد ایسے نصاب کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے، یا اس کے گھر میں روزمرہ کے استعمال کی چیزوں سے زائد ایسا سامان ہو جو ساڑھے باون تو چاندی برابر (۳۵/ ۶۱۲ گرام) یا ساڑھے سات تو سونا برابر (۷۹/۴/ ۸۷ گرام) کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو پھر اس پر صدقۂ فطر واجب ہے، خواہ اس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔ غیر روزہ دار پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے، کیونکہ وجوب صدقۂ فطر کے لئے محض مسلمان ہونا شرط ہے، نہ کہ روزہ رکھنا بھی، اس لئے کہ روزہ مستقل فریضہ ہے اور صدقۂ فطر الگ مستقل واجب ہے۔ پس روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا اور صدقۂ فطر نکالنے سے اس کے ذمہ سے ایک وجوب ساقط ہو گا اور اس کا ثواب اس کو ملے گا۔ البتہ روزہ کی قبولیت اور اس کی کمی کی تلافی کا مقصد حاصل نہ ہونا ظاہر ہے لیکن اس کے علاوہ صدقۂ فطر کے ثواب اور فوائد ان شاءاللہ حاصل ہوں گے۔ صدقۃ الفطر اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، بالغ لڑکے، لڑکیاں، بیوی، اس کے زیر پرورش چھوٹے بھائی بہن اور والدین کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب نہیں ہے، لیکن ہندوستانی سماج اور معاشرہ میں بیوی اور شوہر کا مال ملا جلا ہوتا ہے اور بالغ لڑکے جب تک ماں باپ کی کفالت میں ہوتے ہیں اور تعلیم وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں، تو ان کی بھی ساری ذمہ داریاں گھر کا ذمہ دار اور مکھیہ خود ہی انجام دیتا ہے، یہی حال ان چھوٹے بھائی، بہن اور والدین کا ہے جن کی کفالت گھر کا کوئی مرد انجام دیتا ہو، اس لئے بہتر ہے کہ ان سب کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔ جس غلام کو اپنی خدمت کے لئے رکھا جائے نہ کہ بیچنے کے ارادہ سے ہو، اس کا صدقۂ فطر نکالنا بھی مالک پر ضروری ہے۔ آج کے زمانہ میں گھر میں خادم اور خادمہ رکھنے کا رواج عام ہے، یہ اگرچہ غلام نہیں ہوتے۔ خادم ہوتے ہیں لیکن یہ بھی انسان کو وہی سہولت اور آرام پہنچاتے ہیں جو اس زمانہ میں غلام پہنچایا کرتے تھے، اس لئے بہتر ہے کہ ان کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے اگر واجب نہ بھی ہو تو باعث اجر و ثواب ضرور ہوگا۔ صدقۃ الفطر ادا کرنے کا بہترین اور مسنون وقت عید کے دن عید گاہ کو جانے سے پہلے ہے، لیکن اگر پہلے بھی یعنی رمضان میں بھی ادا کر دے تو ادائیگی ہو جائے گی بلکہ بعض علماء نے حسن انتظام کے لئے اس کو افضل کہا ہے۔ بسا اوقات باہر یا بیرون ملک رہنے والے لوگوں کی طرف سے ان کے عزیز واقارب اور رشتہ دار صدقۂ فطر ادا کرتے ہیں، اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ باضابطہ صریح اجازت لی جائے۔ اگر گیہوں ادا کر رہا ہے تو عمدہ گیہوں ا کلو چھ سو بتیس گرام ادا کرے اور اگر قیمت ادا کر رہا ہے تو جہاں آدمی رہ رہا ہے وہاں کی قیمت کے لحاظ سے مقدار گیہوں کی قیمت ادا کرے اور اگر ہندوستان میں قیمت زیادہ ہو تو یہاں کی قیمت ادا کرے اس میں فقراء کا فائدہ زیادہ ہے۔ جو آدمی زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے، اسے فطرہ دینا بھی جائز ہے۔ صدقۂ فطر کے مستحق پاس پڑوس، گاوں اور شہر میں رہنے والے فقراء اور مساکین ہیں، تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں. ایک فقیر کو ایک صدقۂ فطر دینا مستحب اور بہتر ہے، البتہ کم دینا بھی جائز ہے اور زیادہ دینے کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۸/۲۴۷) غیر مسلم محتاج اور فقیر کو صدقۂ فطر دینا صحیح قول کے مطابق (ہندو، عیسائی، یہودی وغیرہ) کو دینا جائز نہیں ہے، بلکہ صدقۂ فطر ادا ہی نہیں ہوگا، احناف میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول عدم جواز کا نقل کیا گیا ہے اور حاوی قدسی کے حوالے سے اسی پر فتویٰ نقل کیا گیا ہے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ غرض اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ صدقۂ فطر غیر مسلم کو دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن کیا حالات کے پیش نظر اور تالیف قلب یعنی غیر مسلم بھائیوں کی دلجوئی کے لئے دینا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں علماء کرام اور فقہاء عظام کی رائیں الگ الگ ہیں، جمہور علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ تالیف قلب کا مصرف ساقط نہیں ہوا ہے بلکہ اب بھی باقی ہے اس لئے اس طور پر یہ رقم غیر مسلم کو بھی وقت ضرورت دے سکتے ہیں۔ پس اگر موجودہ دور میں تالیف قلب کی واقعی ضرورت پڑے (بلکہ واقعی ضرورت ہے) تو علماء اور اہل افتاء کے مشورے اور رائے سے غیر مسلم کو بھی مصلحتاً صدقۂ فطر دینا درست ہوگا۔ صدقۂ فطر کی مقدار کی تفصیلات خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اسی متعینہ مقدار کو صدقۂ فطر کے طور پر نکالتے تھے۔ صدقۂ فطر کی مقدار کی تفصیلات یہ ہیں۔ اگر گیہوں دیا جائے تو نصف صاع اور اس کے علاوہ دوسری چیز مثلاً جو، کھجور اور کشمش میں ایک صاع دینا واجب ہے، آج کے رائج اوزان کے لحاظ سے ایک صاع کا وزن تین کلو ایک سو انچاس گرام، دو سو ملی گرام (۲۸۰_۳-۱۴۹) ہے۔ اور اس کا آدھا ایک کلو پانچ سو چوہتر گرام، چھ سو چالیس ملی گرام۔ (۶۴۰، ۱۵۷۴) نصف صاع کا وزن ہے۔ صدقۂ فطر میں گاوں، قصبہ یا جو قریبی بازار ہو، وہاں کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے، شہر والے شہر کی منڈی کے اعتبار سے صدقۂ فطر ادا کریں گے۔ اگر آدمی گیہوں دے رہا ہے تو اسے نصف صاع یعنی ایک کلو چھ سو گرام احتیاطاً نکالنا واجب ہے۔ بعض علماء نے پونے دو کلو لکھے ہیں وہ بھی احتیاط پر مبنی ہے۔ اگر قیمت دے دے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن عام بازاری قیمت ہونی چاہئے، کنڑول کی قیمت سے ادا کرنا درست نہیں، اس لئے کہ اس قیمت سے فقیر بازار سے نصف صاع نہیں خرید سکے گا۔ (مستفاد فتاوی رحیمیہ: ۵/۱۷۱) آج ہم مسلمان صرف گیہوں ہی سے نصف صاع کی قیمت صدقۂ فطر میں نکالتے ہیں کیونکہ یہ سستا پڑتا ہے، اور اس کی قیمت کم ہوتی ہے جبکہ چاہئے یہ تھا کہ صدقۂ فطر کے طور پر جن اجناس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ کیا ہے اور آپ جس طرح کھجور اور کشمش سے صدقۂ فطر نکالتے تھے ہم کو بھی ان اجناس کی قیمت کے اعتبار سے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے خاص طور پر جو زیادہ متمول اور مالدار ہیں ان کو تو ضرور اس کا خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ یہ انفع للفقراء ہوگا۔ گیہوں کے سلسلہ میں نصف صاع اور ایک صاع دونوں طرح کی روایات کتب حدیث میں موجود ہے، اس لئے کبھی کبھی ایک صاع گیہوں کی قیمت بھی ادا کرنا زیادہ بہتر ہوگا تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور فقراء کا بھی فائدہ زیادہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم زیادہ تر کھجور اور کشمش سے صدقۂ فطر ادا کرتے تھے، کیونکہ حجاز میں گیہوں کی پیداوار نہیں ہوتی تھی، حجاز میں گیہوں شام اور یمن سے اسپورٹ کیا جاتا تھا۔ اس لئے جن غذائی اشیاء کو صدقۂ فطر کا معیار بنایا گیا تھا ان میں گیہوں سب سے زیادہ قیمتی چیز تھی، اس لئے دوسری چیز ایک صاع مقدار میں واجب قرار دی گئیں اور گیہوں نصف صاع۔ لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس لئے خاکسار کی رائے یہ ہے کہ جن لوگوں پر صدقۂ فطر واجب ہے ان میں سے جو زیادہ متمول ہیں یا بڑے تاجر ہیں ان کو کھجور اور کشمش کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے اور جو ان سے کم درجے کے ہیں ان کو بھی نصف صاع گیہوں کے بجائے ایک صاع گیہوں کی قیمت صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے تاکہ تمام روایات پر عمل ہو جائے. اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ *

دورِ حاضر کی عالمات اور سوشل میڈیا

از: سرفراز احمد قادری امجدی

چونکہ سوشل میڈیا کا دور دوراں ہے، لہٰذا مرد تو مرد، اب عورتیں بھی اس میدان میں پیچھے نہیں رہنا چاہتیں۔ ہماری عالمہ بہنیں ماشاءاللہ سوشل میڈیا کی اس قدر خوگر ہو چکی ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔ اگر چند لفظوں میں کہا جائے تو بعض قاریات، عالمات، فاضلات، مفتیات اور مبلغات اپنے یا کسی خاتون والے نام سے سوشل میڈیا پر سرگرم نظر آتی ہیں۔ حال یہ ہے کہ چند لائک اور چند فالوورز کے لیے اپنی نعتیں اور تقاریر انسٹا گرام، فیس بک، یوٹیوب اور اسنیپ چیٹ پر شائع کر کے اپنے عالمانہ وقار کو مجروح کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

حالانکہ وہ خوب جانتی ہیں کہ عورت کی آواز بھی عورت یعنی محلِ ستر ہے۔ سمجھانے پر جواب یہ ملتا ہے کہ زمانے کے حساب سے فتویٰ بدلتا ہے۔ میری بہنو! بہتر ہوتا کہ کسی معتبر مفتی صاحب سے اس پر جواز کا فتویٰ طلب کر کے فقیر کو لاجواب کر دیتیں۔ عورتوں کا میلاد اور ذکر و اذکار کی محافل منعقد کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کی آواز نامحرموں تک نہ پہنچے۔ اگر عورت خوش الحانی سے اتنی بلند آواز میں نعت یا تلاوت کرے کہ اجنبی سن لیں تو یہ محلِ فتنہ اور ناجائز ہے۔
جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں: "ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سے محلِ فتنہ ہے" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۴۲)

دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:
"عورت کا خوش الحانی سے باآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے، حرام ہے۔ نوازل امام فقیہ ابو اللیث میں ہے: "نغمۃ المرأۃ عورۃ" یعنی عورت کا خوش آواز ہو کر کچھ پڑھنا عورت یعنی محلِ ستر ہے۔ کافی امام ابو البرکات نسفی میں ہے: "لا تلبی جھراً لان صوتھا عورۃ" یعنی عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے، اس لیے کہ اس کی آواز قابلِ ستر ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۴۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)
لیکن ہماری بعض عالمات کا کیا کہنا!
وہ باضابطہ نعت و تقاریر سوشل میڈیا پر شائع کرتی ہیں اور نعت و تقاریر کی آڑ میں اپنی نمائش کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ کچھ تو برقع پوش ہو کر فرقۂ باطلہ کے رد میں ویڈیوز بناتی ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ کیا ہمارے علماء کرام اس فریضے کو بخوبی انجام نہیں دے رہے ہے؟ کیا ہمارے علماء کا علم کافی نہیں کہ اب ہماری عالمات ویڈیوز بنا کر اسلام کی حرمت کو مجروح کر رہی ہیں؟ میری بہنو! کس مفتی صاحب نے آپ سے کہا کہ یہ جائز ہے؟
اس کے بعد کچھ عالمات کا ایک الگ ہی ٹرینڈ چل پڑا ہے کہ چہرے پر اسٹیکر (ایموجی) لگا کر یا پھر آدھے چہرے یا ہاتھ یا پاؤں کی تصویر واٹس ایپ، انسٹا گرام، فیس بک، اسنیپ چیٹ اسٹیٹس پر لگاتی ہیں۔ استغفر اللہ! میری بہنو! کیا اسی لئے آپ عالمہ بنی ہیں؟ کیا مدرسوں میں یہی تعلیم دی جاتی ہے؟ غیر محرموں سے رابطے کا سب سے بدتر پلیٹ فارم اسنیپ چیٹ، انسٹا گرام اور فیس بک ہے، جہاں بغیر نمبر کے ہزاروں غیر محرموں سے رابطے کا ذریعہ ہے۔ لیکن اب تو ہماری عالمات سب سے زیادہ انہی پلیٹ فارمز پر ایکٹیو ہیں۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ ان معاملات میں ان کے والدین ہی قصوروار ہیں کیونکہ مدرسوں سے انہیں دین کا علم حاصل ہوتا ہے لیکن ماں باپ کی لاپرواہی کی وجہ سے سوشل میڈیا پر مجرا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اللہ خیر کرے۔
اور حد تو تب ہوگئی جب کچھ عالمات نے باضابطہ برقع پوش ہو کر سوشل میڈیا پر مجرا کرنا شروع کر دیا، کبھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ، کبھی مدرسے میں، کبھی گھر۔ یہ حال ہے بعض عالمات فاضلات کا۔ تو سوچیں قوم کی ان بہنوں کا کیا حال ہوگا جو اسکول و کالجز سے تعلیم یافتہ ہیں۔ پھر عالمہ اور جاہلہ میں کیا فرق رہ گیا؟ خدارا چند لائک اور فالورز کے لئے اپنے ماں باپ کی عزت کو پامال نہ کرو۔ آپ نے دین کا علم حاصل کیا ہے تو دین پر ہی قائم رہو، دنیا کے فتنوں میں نہ پڑو۔ آپ سب کنیزِ فاطمہ ہیں، اپنے عزت و وقار کو مجروح نہ ہونے دو۔ آپ نے علم حاصل کیا ہے تو اس کا مقصد خدمتِ دین ہی ہو۔ قوم کی ان ماں بہنوں کی اصلاح کرو جو آپ کی طرح عالمہ نہ بن سکیں۔ خود بھی عمل پیرا رہو اور دوسروں کو بھی عمل پیرا بناؤ۔ ان شاء اللہ الرحمن، اللہ رب العزت بہتر اجر عطا فرمائے گا۔
اور ہو سکتا ہے کہ اس فقیر قادری کی کوئی بات آپ کو تلخ لگی ہو، اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، لیکن کیا کروں حالات بد سے بدتر ہیں، اصلاح و تنبیہ بھی ضروری ہے۔
اللہ مجدہ الکریم تمام بہنوں کو کنیزِ فاطمہ بنائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند فرمائے۔
آمین ثم آمین یارب العالمین۔
نوٹ: بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے اسے اپنی تمام عالمہ بہنوں تک شیئر کریں جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا

از قلم: س۔رف۔راز احمد ق۔ادری امجدی
بانی و صدر محبوب الاولیاء فاؤنڈیشن لہوریا شریف ضلع سیتامڑھی بہار

اعتکاف کا مقصد اور عصرِ حاضر کا المیہ!

(حافظ) افتخار احمد قادری

انسانی زندگی کی تمام تر مصروفیات کے باوجود روح کی ایک بنیادی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک سے گہرا تعلق قائم کرے۔ دنیاوی معاملات کی کثرت، مادی خواہشات کی فراوانی اور معاشرتی ہنگاموں کے بیچ انسان کا قلب بسا اوقات غفلت کے غبار سے ڈھک جاتا ہے۔ ایسے میں شریعتِ اسلامیہ نے بعض ایسے روحانی اعمال مقرر کیے ہیں جو انسان کے باطن کو جِلا بخشتے ہیں، اس کے دل کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں اور اسے اپنے رب کے حضور عاجزی و انکساری کے ساتھ جھکنے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔ انہی روحانی عبادات میں ایک عظیم اور بابرکت عبادت اعتکاف ہے جو بندے کو دنیاوی مصروفیات سے جدا کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں مشغول ہونے کا ایک بامعنی موقع فراہم کرتی ہے۔ اسلام ایک ایسا جامع اور ہمہ گیر نظامِ حیات ہے جس میں عبادات کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج کی طرح اعتکاف بھی بندے کو اپنے رب کے قریب کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس عبادت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسان دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کش ہو کر مسجد کے ماحول میں اپنے دل و دماغ کو عبادت، ذکر و فکر اور تلاوتِ قرآن سے معطر کرتا ہے۔ گویا اعتکاف انسان کے لیے ایک روحانی خلوت ہے جس میں وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے اور آئندہ زندگی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے سانچے میں ڈھالنے کا عزم کرتا ہے۔ اعتکاف کے لغوی معنیٰ کسی چیز کو لازم پکڑنے اور اس پر ٹھہر جانے کے ہیں۔ عربی زبان میں عکف کا مادہ کسی شے کے ساتھ لگے رہنے یا اس پر جم جانے کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کے حصول کے لیے مسجد میں قیام کرے اور خود کو عبادت وطاعت میں مشغول رکھے۔ قرآن مجید میں اعتکاف کا ذکر بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو“۔ (البقرہ:۱۸۷) اعتکاف کا تعلق مسجد کے ساتھ ہے اور یہ عبادت قدیم زمانے سے اہلِ ایمان میں معروف رہی ہے۔

اعتکاف کی سب سے نمایاں سنت ہمیں حضور اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں باقاعدگی کے ساتھ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف:۲۰۲۶) (صحیح مسلم، حدیث: ۱۱۷۲) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی دائمی سنت ہے اور آپ ﷺ نے اسے خاص طور پر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اختیار فرمایا۔ اعتکاف کے اوقات کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن اس عبادت کے لیے سب سے افضل ہیں۔ درحقیقت اس کی ایک بڑی حکمت شبِ قدر کی تلاش بھی ہے۔ شبِ قدر وہ بابرکت رات ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے“۔ (القدر: ۳) چونکہ شبِ قدر کی تعیین مخفی رکھی گئی ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں عبادات کا اہتمام کریں اور اعتکاف کے ذریعے اس مبارک رات کو تلاش کریں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح البخاری:۲۰۱۷)

اعتکاف کے طریقے کے بارے میں فقہاءِ اسلام نے قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیلی احکام بیان کیے ہیں۔ اعتکاف کرنے والا شخص نیت کے ساتھ مسجد میں قیام کرتا ہے اور اپنی تمام تر توجہ عبادتِ الٰہی کی طرف مبذول رکھتا ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی اگر کسی ایک شخص نے بھی محلے کی مسجد میں اعتکاف کر لیا تو باقی لوگوں سے یہ ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو پورا محلہ گناہگار ہوگا۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: اعتکاف رمضان کے آخری عشرے کو سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ قرار دیا گیا ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد ۲، ص ۴۴۰) اعتکاف کا آغاز بیسویں رمضان المبارک کے غروبِ آفتاب سے ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک جاری رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ مسجد ہی میں قیام کرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے۔ البتہ شرعی ضرورتوں جیسے قضائے حاجت یا وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔

اعتکاف کا اصل مقصد دنیاوی مشاغل سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہونا ہے۔ اس دوران معتکف تلاوتِ قرآن، ذکر و اذکار، نوافل، دعا اور استغفار میں اپنا وقت صرف کرتا ہے۔ یہ دراصل ایک روحانی تربیتی عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے نفس کو قابو میں لانا سیکھتا ہے اور اپنے دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ اعتکاف کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اعتکاف دراصل دل کو دنیا کے ہنگاموں سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ جب انسان مسجد کے ماحول میں رہتا ہے تو اس کے دل میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اس کا قلب عبادت کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ (احیاء علوم الدین:۲۴۴)

اعتکاف کے بے شمار روحانی فوائد ہیں۔ یہ انسان کے اندر صبر، ضبطِ نفس اور تقویٰ کی صفات پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی شخص کئی دن تک مسجد میں رہ کر عبادات میں مشغول رہتا ہے تو اس کے دل میں دنیا کی بے ثباتی کا احساس بیدار ہوتا ہے اور آخرت کی فکر غالب آ جاتی ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جو انسان کو حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا مطیع بندہ بناتی ہے۔ علاوہ ازیں اعتکاف انسان کو اجتماعی عبادت کے ماحول سے بھی روشناس کراتا ہے۔ مسجد میں رہتے ہوئے معتکف دیگر نمازیوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا ہے، دینی گفتگو سنتا ہے اور علمِ دین سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی روحانی و علمی تربیت بھی ہوتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں ہمیں یہ حقیقت بھی ملتی ہے کہ بزرگانِ دین اور صلحاءِ امت اعتکاف کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کو عبادت، تلاوت اور دعا میں گزارتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ ان کے نزدیک اعتکاف صرف ایک عبادت نہیں بلکہ روحانی اصلاح اور تزکیہ نفس کا ایک مؤثر ذریعہ تھا۔ یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اعتکاف کا مقصد صرف مسجد میں قیام کرنا نہیں بلکہ اپنے باطن کو پاکیزہ بنانا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہے۔ اگر اعتکاف کے دوران انسان اپنے دل کو اخلاص، تقویٰ اور محبتِ الٰہی سے منور کر لے تو یہی اس عبادت کی حقیقی کامیابی ہے۔ یوں اعتکاف دراصل بندے کی زندگی میں ایک روحانی انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ یہ عبادت انسان کو یاد دلاتی ہے کہ دنیا کی مصروفیات عارضی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہی اصل مقصد ہے۔ جب کوئی بندہ مسجد کی خلوت میں اپنے رب کے حضور جھکتا ہے، تلاوتِ قرآن سے اپنے دل کو روشن کرتا ہے اور دعا کے ذریعے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے تو وہ حقیقت میں ایک نئی روحانی زندگی کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعتکاف کی روح اور اس کے حقیقی مقاصد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم رمضان المبارک کی برکتوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں اور اپنی زندگیوں کو تقویٰ، اخلاص اور اطاعتِ الٰہی کے نور سے منور بنا سکیں۔

عصرِ حاضر کے حالات پر اگر سنجیدگی سے نظر ڈالی جائے تو ایک تلخ حقیقت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ جس عبادت کا مقصد انسان کے باطن کی تطہیر، روح کی بالیدگی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی مضبوطی تھا، وہ آہستہ آہستہ بہت سے لوگوں کے نزدیک محض ایک رسمی اور روایتی عمل بن کر رہ گئی ہے۔ اعتکاف کی اصل روح اخلاص، خشوع اور انقطاع الی اللہ میں پوشیدہ ہے مگر افسوس کہ آج بعض مقامات پر اس عبادت کی معنویت دھندلا سی گئی ہے اور اس کی جگہ ظاہری اہتمام اور سماجی نمود و نمائش نے لے لی ہے۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ بہت سے لوگ اعتکاف کو ایک روحانی خلوت کے بجائے ایک معمولی رسم کے طور پر اختیار کرنے لگے ہیں۔ بعض معتکفین کا بیشتر وقت ذکر و فکر، تلاوتِ قرآن اور دعا کے بجائے غیر ضروری گفتگو، دنیاوی موضوعات یا فضول مشاغل میں گزر جاتا ہے۔ کہیں موبائل فون اور دیگر ذرائع انسان کو مسجد کی خلوت میں بھی دنیا کی ہنگامہ خیزی سے وابستہ رکھ دیتے ہیں اور کہیں اعتکاف کی جگہ محض ایک عارضی قیام گاہ کا منظر پیش کرتی ہے جہاں عبادت کی سنجیدگی کے بجائے غیر ضروری مصروفیات غالب آ جاتی ہیں۔ حالانکہ اعتکاف کا اصل مقصد یہ تھا کہ انسان چند دن کے لیے دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو کر اپنے رب کے حضور جھک جائے، اپنے گناہوں پر نادم ہو اور اپنے دل کو نورِ تقویٰ سے منور کرے۔ اس صورتِ حال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے عبادات کی روح کو سمجھنے کے بجائے ان کے ظاہری پہلو پر زیادہ توجہ دینا شروع کر دی ہے۔ جب عبادت کا اصل مقصد نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو وہ محض ایک رسم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہی کیفیت اعتکاف کے ساتھ بھی پیش آ رہی ہے۔ بعض لوگ اسے صرف اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ معاشرے میں ایک روایت کے طور پر اسے ادا کیا جاتا ہے، یا اس سے ایک خاص مذہبی شناخت وابستہ ہو گئی ہے حالانکہ اعتکاف کی اصل حقیقت اس سے کہیں زیادہ بلند اور بامعنی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہماری مصروف اور مادی زندگی نے ہمارے دلوں کو اس قدر دنیا کے معاملات میں الجھا دیا ہے کہ ہم عبادات کو بھی اسی سطحی انداز میں ادا کرنے لگے ہیں۔ اعتکاف جیسی عبادت جو دراصل دنیا سے عارضی بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی تجدید کا ذریعہ ہے اس کی روح تبھی زندہ رہ سکتی ہے جب انسان سچے دل سے اس کے مقصد کو سمجھے اور اپنے باطن کو سنوارنے کی نیت کے ساتھ اس میں شریک ہو۔ اگر اعتکاف کے دوران بھی دل دنیا کی خواہشات اور مشاغل میں الجھا رہے تو یہ عبادت اپنی حقیقی تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اعتکاف کو صرف ایک روایتی عمل نہ سمجھیں بلکہ اسے ایک روحانی تربیت گاہ کے طور پر اختیار کریں۔ مسجد کی چار دیواری میں گزارے جانے والے یہ چند دن دراصل انسان کی پوری زندگی کے لیے ایک نئی سمت متعین کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ انہیں اخلاص، خشوع اور سچی نیت کے ساتھ گزارے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ اپنے وقت کو قیمتی سمجھے اور اسے تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، دعا اور استغفار میں صرف کرے۔ وہ اپنے ماضی کے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے اور آئندہ زندگی کو تقویٰ، دیانت اور اطاعتِ الٰہی کے راستے پر گزارنے کا عزم کرے۔ یاد رکھیں کہ اعتکاف کی خلوت دراصل ہمیں زندگی کے اصل مقصد کی یاد دہانی کراتی ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کی تمام تر مصروفیات عارضی ہیں اور انسان کی اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے۔ جب انسان مسجد کے پرسکون ماحول میں اپنے رب کے حضور گڑگڑاتا ہے، اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہے اور مغفرت کی دعا کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نئی روحانی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ یہی بیداری اعتکاف کا حقیقی ثمر ہے۔ لہٰذا! آج کے اس دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اعتکاف کی اصل روح کو زندہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ اس عبادت کو محض ایک رسم یا سماجی روایت کے طور پر ادا کرنے کے بجائے اس کے حقیقی مقاصد کو سمجھیں اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف سے معمور کریں۔ اگر ہم اعتکاف کے ان مبارک لمحات کو اخلاص اور خشوع کے ساتھ گزاریں تو یہ عبادت ہماری زندگیوں میں ایک حقیقی روحانی انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادات کی اصل روح کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان اعمال کو اخلاص، محبت اور تقویٰ کے ساتھ ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اگر ہم اعتکاف کو اس کے حقیقی مقصد کے ساتھ اختیار کریں تو یقیناً یہ عبادت ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے منور کر دے گی اور ہمیں اس راستے پر گامزن کر دے گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی دائمی کامیابی تک پہنچاتا ہے۔

کم عمری اور سوشل میڈیا کا بڑھتا اثر

کیا قانون بچوں کی ذہنی دنیا کو محفوظ بنا سکتا ہے؟

از: عبدالحلیم منصور

ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو جتنا آسان بنایا ہے، اتنا ہی پیچیدہ بھی کر دیا ہے۔ آج کا انسان صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات سونے تک کسی نہ کسی اسکرین کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔ موبائل فون اب صرف رابطے کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ تعلیم، تفریح، تجارت اور سماجی تعلقات کا مرکزی وسیلہ بن چکا ہے۔ مگر یہی سہولت جب کم عمر ذہنوں تک بے لگام پہنچتی ہے تو وہ سہولت سے زیادہ ایک نفسیاتی اور سماجی مسئلہ بن جاتی ہے۔

گھرانوں میں اب یہ عام منظر ہے کہ روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے کے لیے کھلونے کے بجائے موبائل فون تھما دیا جاتا ہے۔ کارٹون، ویڈیوز اور گیمز کے ذریعے بچوں کو مصروف رکھنے کی یہ عادت آہستہ آہستہ ایک ایسی لت میں بدل رہی ہے جس کے اثرات تعلیم، صحت اور شخصیت کی تشکیل پر پڑ رہے ہیں۔

کرناٹک کے وزیر اعلیٰ سدارامیا نے ۲۰۲۶-۲۷ کے ریاستی بجٹ میں اعلان کیا ہے کہ سولہ برس سے کم عمر بچوں کے لیے سوشل میڈیا کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا۔ حکومت کے اس اعلان کو کئی ماہرینِ نفسیات اور والدین کی تنظیموں نے مثبت قدم قرار دیا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ موبائل فون اور سوشل میڈیا کے غیر محدود استعمال نے بچوں کی ذہنی نشوونما، تعلیمی توجہ اور سماجی رویوں پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ خاص طور پر کم عمری میں اسکرین کے زیادہ استعمال سے بچوں کی توجہ منتشر ہو رہی ہے، کھیل کود اور فطری سرگرمیاں کم ہو رہی ہیں اور بعض اوقات وہ ایسے مواد تک بھی پہنچ جاتے ہیں جو ان کی عمر کے لیے مناسب نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسکولوں میں موبائل کے استعمال پر پہلے ہی پابندیاں موجود ہیں۔ پرائمری اور ہائی اسکول کے تعلیمی اداروں میں موبائل فون لانے یا استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ لیکن مسئلہ صرف اسکول کی چار دیواری تک محدود نہیں ہے۔ اسکول کے بعد کا زیادہ تر وقت بچے اسی اسکرین کے ساتھ گزارتے ہیں۔ یوٹیوب، فیس بک اور انسٹاگرام جیسے پلیٹ فارم اب کم عمر طلبہ کے لیے بھی بآسانی دستیاب ہیں۔ کئی بچے اپنے اکاؤنٹس بنا کر گھنٹوں ان پلیٹ فارمز پر مصروف رہتے ہیں۔ بعض والدین خود بھی بچوں سے ویڈیوز بنوا کر سوشل میڈیا پر شیئر کرتے ہیں، جو ایک نیا سماجی رجحان بنتا جا رہا ہے۔

اس صورتِ حال کی ایک اہم وجہ وہ دور بھی ہے جب کورونا وبا کے دوران تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے اور آن لائن تعلیم کا نظام متعارف کرایا گیا۔ اس مرحلے پر پہلی مرتبہ بڑی تعداد میں کم عمر بچوں کے ہاتھوں میں موبائل فون اور انٹرنیٹ کی مستقل رسائی آئی۔ کئی اسکولوں نے اسی نظام کو بعد میں بھی جاری رکھا، جہاں نوٹس، ہوم ورک اور دیگر تعلیمی مواد موبائل کے ذریعے ہی بھیجا جانے لگا۔ اس کے نتیجے میں موبائل فون بچوں کی روزمرہ زندگی کا لازمی حصہ بن گیا۔

مگر یہاں ایک بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا محض قانون سازی کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے؟ حکومت کی جانب سے پابندی کا اعلان اپنی جگہ اہم ہے، لیکن اس کے نفاذ کا عملی طریقہ کار اب بھی واضح نہیں ہے۔ گھر کے اندر بچوں کے ہاتھ میں موبائل نہ پہنچنے دینا کیا واقعی ریاستی نگرانی سے ممکن ہے؟

انٹرنیٹ کی دنیا میں عمر کی تصدیق کا نظام بھی ابھی تک مکمل طور پر قابلِ اعتماد نہیں۔ سوشل میڈیا پر جعلی شناختی اکاؤنٹس بنانا انتہائی آسان ہے اور یہی وجہ ہے کہ کئی ممالک میں سخت قوانین کے باوجود مکمل پابندی نافذ کرنا ممکن نہیں ہو سکا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے مختلف تجربات کیے جا رہے ہیں۔ بعض جگہوں پر اسکولوں کے اندر موبائل فون مکمل طور پر جمع کروا لیے جاتے ہیں، جبکہ کچھ ممالک میں کلاس کے اوقات میں فون بند رکھنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ آسٹریلیا کے کئی اسکولوں میں طلبہ کو صبح کی پہلی گھنٹی سے لے کر آخری گھنٹی تک موبائل فون بند رکھنا یا اسکول انتظامیہ کے پاس جمع کروانا پڑتا ہے۔ اس طرح کے اقدامات کا مقصد تعلیمی ماحول میں یکسوئی اور ذہنی توجہ کو بہتر بنانا ہے۔ ابتدائی مطالعات سے یہ اشارے ملے ہیں کہ اس طرح کے محدود اقدامات سے طلبہ کی توجہ اور ذہنی صحت میں بہتری دیکھی گئی ہے، لیکن اس موضوع پر مزید تحقیق کی ضرورت بھی محسوس کی جا رہی ہے۔

اصل مسئلہ شاید صرف بچوں کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا ہے۔ اگر بالغ افراد خود موبائل فون کے غیر ضروری استعمال سے گریز نہ کریں تو بچوں کے لیے الگ اصول بنانا زیادہ مؤثر ثابت نہیں ہوگا۔ بچوں کی تربیت میں گھر کا ماحول سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب والدین خود مسلسل موبائل میں مصروف ہوں تو بچوں سے مختلف رویے کی توقع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اسی لیے کئی ماہرین کا ماننا ہے کہ مکمل پابندی کے بجائے متوازن اور ذمہ دارانہ استعمال کی تربیت زیادہ مؤثر راستہ ہو سکتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے بارے میں یہ بحث نئی نہیں ہے۔ ماضی میں جب ناول اور کہانیاں عام ہوئیں تو بعض حلقوں نے انہیں بھی بچوں کے لیے نقصان دہ قرار دیا تھا۔ بعد میں ٹیلی ویژن کے آنے پر بھی یہی خدشات ظاہر کیے گئے۔ آج موبائل فون اسی سلسلے کی تازہ کڑی بن چکا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر نئی ٹیکنالوجی اپنے ساتھ مواقع بھی لاتی ہے اور چیلنج بھی۔

بعض ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ موبائل کا استعمال مکمل طور پر نقصان دہ نہیں۔ کئی بچے تعلیمی موضوعات پر ویڈیوز یا تخلیقی مواد تیار کرتے ہیں جس سے ان میں اعتماد اور اظہار کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ اس لیے اصل مسئلہ ٹیکنالوجی نہیں بلکہ اس کا غیر متوازن اور غیر منظم استعمال ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سے اسکول تعلیمی سرگرمیوں کے لیے موبائل یا انٹرنیٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ آن لائن کلاسز، ہوم ورک کی معلومات اور تعلیمی پروجیکٹس کے لیے ڈیجیٹل وسائل ناگزیر ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسے میں مکمل پابندی عملی مشکلات بھی پیدا کر سکتی ہے۔

بلاشبہ حکومت کی جانب سے یہ اعلان ایک اہم سماجی مسئلے کی جانب توجہ مبذول کرانے کا باعث بنا ہے۔ اگر اس پر سنجیدہ بحث اور مؤثر پالیسی سازی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ آنے والی نسلوں کو اسکرین کی بے لگام دنیا سے کچھ حد تک محفوظ رکھا جا سکے۔ لیکن اس کے لیے قانون کے ساتھ ساتھ معاشرتی شعور، تعلیمی رہنمائی اور خاندانی ذمہ داریوں کا بھی یکساں کردار ضروری ہوگا۔

عصرِ حاضر میں ٹیکنالوجی سے مکمل گریز ممکن نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نسل کو اس کے متوازن، ذمہ دار اور باشعور استعمال کا سلیقہ سکھایا جائے۔ کیونکہ اصل چیلنج موبائل کو ختم کرنا نہیں بلکہ انسان اور ٹیکنالوجی کے درمیان ایک صحت مند تعلق قائم کرنا ہے۔

اگر معاشرہ، والدین، تعلیمی ادارے اور حکومت مل کر اس مسئلے کو سنجیدگی سے سمجھیں تو یقیناً نئی نسل کو ایک متوازن اور صحت مند ڈیجیٹل مستقبل فراہم کیا جا سکتا ہے۔

haleemmansoor@gmail.com

منقبت شریف

بارگاہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مرحبا قوتِ حیدری
شیرِ حق عظمتِ حیدری
آپ ہیں نائبِ مصطفےٰ
خوب ہے شوکتِ حیدری
بابِ خیبر نے چومے قدم
وای رے رفعتِ حیدری
اہلِ دیں اہلِ حق کے لیے
رہنما سیرتِ حیدری
عرش پر گا رہے ہیں ملک
نغمۂ ہمتِ حیدری
آپ دامادِ حضرت بھی ہیں
مرحبا قسمتِ حیدری
غزوۂ بدر وخندق تبوک
مظہرِ جراءتِ حیدری
مرحب وعبد ودمٹ گیے
لافتی نصرتِ حیدری
نفسِ خیرالوریٰ آپ ہیں
ہے سوا حرمتِ حیدری
داخلِ اہلِ بیتِ نبی ﷺ
خوب ہے عترتِ حیدری
طاعتِ مصطفےٰ ﷺ اصل ہے
جانیے طاعتِ حیدری
اے معظم بیاں کیسے ہو
بیکراں مدحتِ حیدری

معظم ارزاں شاہی دوست پوری قصبہ دوست پور ضلع سلطان پور

روزہ اور صبر کی تعلیم

بنتِ ابوالخیرا عظمی

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ انسان کی روحانی تربیت، اخلاقی تطہیر اور باطنی اصلاح کا عظیم ذریعہ ہے۔ اس ماہِ مبارک میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عبادت، توبہ، صبر اور شکر کے نور سے منور ہونے کا خاص موقع عطا فرماتا ہے۔ روزہ دراصل صرف بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک جامع عبادت ہے جو انسان کو صبر، برداشت، ضبطِ نفس اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتی ہے۔

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کی فرضیت کا ذکر مقدس کتاب القرآن الکریم میں اس طرح آیا ہے کہ روزہ انسان کو تقویٰ کی روش پر گامزن کرتا ہے۔ روزہ رکھنے والا شخص اللہ کی رضا کی خاطر اپنی خواہشات کو محدود کرلیتا ہے اور نفس کی سرکشی پر قابو پانا سیکھتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ روزہ انسان کے اندر صبر کی وہ قوت پیدا کرتا ہے جو زندگی کی مشکلات میں اسے ثابت قدم رکھتی ہے۔
صبر انسانی زندگی کا سب سے حسین اور طاقتور وصف ہے۔ صبر کا مطلب صرف تکلیف برداشت کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے حالات کا سامنا کرنا ہے۔ روزہ انسان کو یہی سبق دیتا ہے کہ جب وہ حلال کھانے پینے کو بھی ایک مقررہ وقت تک چھوڑ سکتا ہے تو پھر وہ حرام اور ناپسندیدہ اعمال سے کیوں نہیں بچ سکتا۔ اس طرح روزہ نفس کی اصلاح کا بہترین مدرسہ ثابت ہوتا ہے۔
رمضان کا ماحول انسان کے دل کو نرم اور روح کو بیدار کرتا ہے۔ جب روزہ دار بھوک اور پیاس کی شدت محسوس کرتا ہے تو اسے غریب اور محتاج انسانوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ اس احساسِ ہمدردی سے معاشرے میں محبت، اخوت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ روزہ دراصل انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ صرف اپنے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے جینا سیکھے۔
صبر کی تعلیم روزے کا ایک عظیم پیغام ہے۔ زندگی میں مشکلات، بیماری، غربت اور آزمائشیں انسان کا امتحان ہوتی ہیں۔ روزہ دار جب اللہ کی خاطر صبر کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمادیتا ہے۔ صبر کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ صبر انسان کو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان عطا کرتا ہے اور اس کے دل کو نورِ ایمان سے روشن کرتا ہے روزہ انسان کو اخلاقی بلندی بھی عطا کرتا ہے۔ روزہ دار کو غیبت، جھوٹ، لڑائی جھگڑے اور بدزبانی سے بچنے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھی اخلاقی برائیوں میں مبتلا رہے تو اس کا روزہ روحانی اعتبار سے مکمل نہیں ہوتا۔ روزہ انسان کی زبان، نگاہ اور دل سب کو پاکیزگی کی طرف لے جاتا ہے۔
روزہ انسان کے اندر شکر گزاری کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔
جب انسان کچھ دیر کے لیے اپنی پسندیدہ چیزوں سے دور رہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ پانی کا ایک گھونٹ اور روٹی کا ایک لقمہ بھی اسے اللہ کی عظیم نعمت محسوس ہونے لگتا ہے۔ یہی احساس انسان کو ناشکری سے بچاتا ہے اور شکر کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔
صبر اور روزہ دونوں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ روزہ صبر کی عملی تربیت ہے اور صبر ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ جو انسان روزے کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے وہ زندگی کے دیگر معاملات میں بھی ضبطِ نفس کی دولت حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کو روحانی اصلاح کا موسمِ بہار کہا جاتا ہے۔ روزہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت عطا کرتا ہے کیونکہ روزہ خاص طور پر اللہ کے لیے ہوتا ہے اور اس کا اجر بھی اللہ خود عطا فرماتا ہے۔ روزہ دار جب سحر و افطار کے درمیان اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کا دل نورِ ایمان سے روشن ہو جاتا ہے۔ صبر کی یہی کیفیت انسان کو روحانی بلندیوں تک پہنچادیتی ہے۔
روزہ صرف ایک عبادت نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل ضابطہ ہے۔ روزہ انسان کو صبر، برداشت، اخلاق، ہمدردی اور تقویٰ کی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے۔ جو شخص رمضان کے پیغام کو سمجھ لے وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کی حقیقی روح سمجھنے، صبر کی دولت حاصل کرنے اور رمضان المبارک کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ارریہ کی علمی زرخیزی کا تازہ ثمر "سوغاتِ رمضان"

تجزیاتی مطالعہ: مولانا منصور احمد حقانی (صحافی)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ امتِ مسلمہ کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا وہ عظیم الشان عطیہ ہے جس کی ہر ساعت رحمتوں کی ضامن اور ہر لمحہ مغفرت کا پیغام ہے۔ اس مبارک مہینے کے فیوض و برکات سے کماحقہ مستفید ہونے اور اس کی قدر و منزلت پہچاننے کے لیے ایک ایسی جامع رہنمائی کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جاتی رہی ہے جو عامۃ المسلمین کے لیے سہل اور مستند ہو۔ زیرِ نظر کتاب "سوغاتِ رمضان" اسی ضرورت کی ایک بہترین علمی پزیرائی ہے جسے رفیقِ گرامی مولانا محمد عادل ارریاوی (حفظہ اللہ) نے کمالِ عرق ریزی اور اخلاص کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس تالیف کی سب سے بڑی انفرادیت اس کا وہ ہمہ گیر انداز ہے جو نہ صرف رمضان کے فضائل اور روزے کے بنیادی فقہی احکام کا احاطہ کرتا ہے بلکہ ایک مومن کی عملی اور روحانی تربیت کے تمام گوشوں کو روشن کرتا ہے۔ مصنف نے بڑی بصیرت کے ساتھ قارئین کو یہ پیغام دیا ہے کہ رمضان کی روحانیت کو پانے کے لیے شعبان ہی میں دنیاوی مشاغل اور ضروری خریداری جیسے کاموں سے فارغ ہو جانا چاہیے تاکہ اس ماہِ عظیم کا ایک ایک پل خالص عبادت میں صرف ہو سکے۔
اس کتاب کی فہرستِ مضامین پر اگر نظر ڈالیں تو ۱۳۵ اہم اور متنوع عنوانات قارئین کے سامنے مسائل کا ایک علمی گلدستہ پیش کرتے ہیں۔ سحر و افطار کی باریکیوں سے شروع ہونے والا یہ سفر، اعتکاف کی اہمیت، تراویح کی نماز اور ختمِ قرآن کے آداب تک نہایت جامعیت کے ساتھ پہنچتا ہے۔

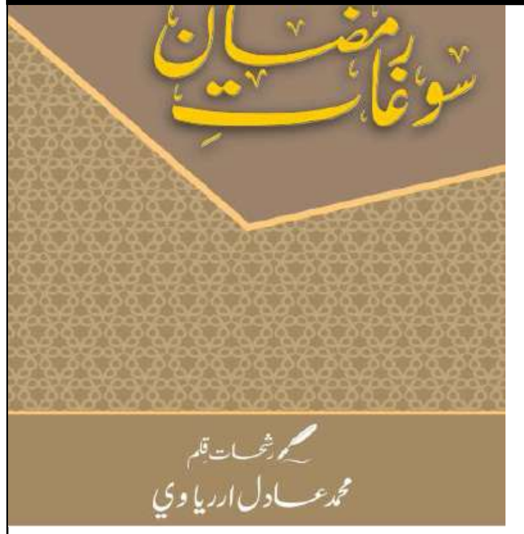

خاص طور پر اعتکاف کے فضائل اور رمضان کے آخری عشرے میں عبادت کا اہتمام جیسے مضامین اس کتاب کو محض ایک معلوماتی رسالہ نہیں بلکہ ایک مکمل "تربیتی نصاب" بنادیتے ہیں، جو تمام قارئین کے اندر تقویٰ اور صبر کا جذبہ بیدار کرنے کا باعث بنتا ہے۔
دیگر علمی تقریظات سے ہٹ کر اگر میں اس کا تجزیہ کروں، تو یہ تالیف غفلت کے پردوں کو چاک کر کے عمل کی دعوت دینے والا ایک ایسا دستور العمل ہے جو موجودہ دور کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ارریہ کی زرخیز علمی زمین سے تعلق رکھنے والے اس جواں سال عالمِ دین کی یہ کاوش یقیناً لائقِ تحسین اور امت کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔
دعا ہے کہ باری تعالیٰ مولانا محمد عادل صاحب ارریاوی کی اس محنت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اسے ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے اور امتِ مسلمہ کو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔
دعا گو منصور احمد حقانی صدر: الحق ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ
8235703061

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد قمرالزماں نوری مصباحی راج محلی: خطیب وامام اقرا مسجد، ٹیٹا گڑھ کولکاتا ۱۱۹

نام و نسب: اسم گرامی عائشہ، لقب صدیقہ، خطاب ام المؤمنین اور کنیت ام عبداللہ۔
سلسلۂ نسب اس طرح ہے عائشہ بنت حضرت ابو بکر صدیق بن ابو قحافہ بن عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن فہر بن مالک۔
اور ماں کی طرف سے سلسلۂ نسب اس طرح ہے، عائشہ بنت ام رومان بنت عامر بن عوعیر بن عبد شمس بن عتاب بن اوینہ بن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔۔۔۔ اس سلسلۂ نسب کے اعتبار سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باپ کی طرف سے قریشیہ اور ماں کی طرف سے کنانیہ ہیں، یعنی رسول کریم ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ کا ساتویں، آٹھویں پشت پر جاکر مل جاتا ہے۔

سن ولادت، نکاح اور رخصتی:
شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے پانچ یا چھ سال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔۔۔۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے شہر مکہ کی مشہور تاجر بیوہ ملکۂ عرب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد سے نکاح فرمایا، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی عمر شریف چالیس برس کی تھی۔۔۔۔ اور ہجرت سے تین سال قبل جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس سال اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پینسٹھ سال کی تھیں، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اس دار فانی سے دار بقا کی طرف انتقال کر گئیں۔۔۔۔ ان کے انتقال سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حد رنج و ملال ہوا، کیونکہ وہ آپ ﷺ کی تسکین روح اور نہایت ہی رفیق و غمگسار بیوی تھیں۔۔۔۔ راحت و غم، تکلیف و آسائش و غمی ہر موقع پر وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمدردی کرتیں، اس لیے ظاہر ہے کہ ان کی جدائی نے آپ ﷺ کو کس قدر غمگین کردیا تھا، آپ ہمیشہ ملول خاطر رہتے۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسلسل فکر مند دیکھ کر خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس آئیں اور عرض کی! یارسول اللہ: آپ دوسرا نکاح فرما لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس سے! حضرت خولہ نے عرض کی! حضور ﷺ، بیوہ و کنواری دونوں طرح کی لڑکیاں موجود ہیں، جس کو آپ پسند فرمائیں، اس کے متعلق گفتگو کی جائے، فرمایا: وہ کون ہیں؟ حضرت خولہ نے عرض کیا کہ بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری عائشہ بنت ابو بکر ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے، تم دونوں سے بات کرلو۔۔۔۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرما لیا اور جس وقت ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف چھ سال کی تھی اس وقت ان کا نکاح رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا گیا، چھ سال کی کمسنی کی بنا پر بروقت رخصتی نہیں ہوسکی، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نو برس کی ہوئیں تب رخصتی کی گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی
حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں نے خواب میں دو بار تمہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں، ان سے پردہ ہٹایئے! جب پردہ ہٹا کر دیکھا تو سامنے تم تھیں۔۔۔۔ لھذا میں نے اپنے من میں کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب: مناقب الانصار، صفحہ: ۶۵۵)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کی خوش بختی:
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: "أنت زوجي في الدنيا والآخرة" تم دنیا و آخرت میں میری زوجہ ہو۔ (مستدرک الحاکم، کتاب: معرفۃ الصحابۃ)
ام المؤمنین حضرت عائشہ سے حضور ﷺ کی محبت:
مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے عقد نکاح میں کل نو یا گیارہ ازواجِ مطہرات تھیں لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رکھتے تھے، یہ بات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں معروف و مشہور تھی، اسی لیے کوئی بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تحفے تحائف بھیجنے کا ارادہ رکھتا تو ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ والی باری میں بھیجتا۔
حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں، ارشاد فرمایا: عائشہ کو، عرض کی! آقا ﷺ مردوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں، فرمایا: عائشہ کے باپ کو۔ (بخاری شریف)
ایک بار سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے کر ایک طرف بھاگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر بے قرار و بے چین ہوئے کہ بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا "واعروساہ" ہائے میری دلہن۔
ابوداؤد کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے یا اللہ جو میری طاقت میں ہے اس کے مطابق عادلانہ و منصفانہ سلوک کرنے سے باز نہیں اور جو میرے امکان سے باہر ہے اس کو معاف فرمانا، مطلب یہ کہ میں اپنی ساری ازواج کے ساتھ لین دین، رہن سہن اور دیگر معاشرتی معاملات میں بھرپور انصاف و رواداری رکھتا ہوں مگر قلبی رجحان پر قابو نہیں، وہ عائشہ کی طرف زیادہ مائل ہے۔ (مقالات فیضان اشرف، ۲۰۰۲ء، صفحہ: ۱۹۰)
سیدہ عائشہ صدیقہ سے سیدہ فاطمہ کی محبت:
حضرت سیدۂ کائنات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا کہ اے فاطمہ! تم مجھ سے محبت رکھتی ہو تو عائشہ سے محبت رکھو کہ میں اسے چاہتا ہوں۔۔۔۔ چنانچہ "صحیح مسلم" میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میری پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں، کیا تم بھی اس سے محبت رکھتی ہو؟ عرض کی! جی بالکل (جسے آپ چاہیں میں بھی ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا: تو تم اس عائشہ سے محبت رکھو۔ (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فی فضائل عائشہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کی برکت:
حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ہمشیرہ حضرت سیدہ آسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عارضی طور پر ہار لے رکھا تھا جو کسی سفر میں گم ہوگیا۔۔۔۔ لھذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے کئی حضرات کو اس ہار کی تلاش میں روانہ کیا یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا، اور بعض حضرات نے بنا وضو نماز پڑھ لی۔۔۔۔ پھر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ سے پانی نہ ملنے کی شکایت کی تو اس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔
حضرت سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے عرض کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کوئی آزمائش آئی اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورتی کے ساتھ آپ کو اس سے پار نکال دیا۔۔۔۔ اور اس حکم شریعت سے عامۃ المسلمین کو بھی برکت عطا فرمادی۔۔۔۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکت سے ہمیں تیمم وغیرہ کی رخصت اور احکام نصیب ہوئے۔ (عظمت صحابہ، صفحہ: ۲۲۲)

خانہ داری:
حضور ﷺ جب ہجرت کرکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنی نجار کے محلہ میں مسجد نبوی شریف کے ارد گرد کئی حجرے تھے، انہیں ایک حجرے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقامت پزیر ہوئے اور یہ مسجد نبوی ﷺ کے مشرقی جانب واقع تھا، اس حجرے کا ایک دروازہ مسجد نبوی ﷺ کے اندر مغرب رخ پر واقع تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی دروازے سے ہو کر داخل مسجد ہوا کرتے تھے، یہی حجرہ شریف ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مسکن بنا۔
حجرہ مبارک چھ سات ہاتھ چوڑا، دیواریں مٹی کی اور چھت پتیوں اور ٹہنیوں سے بنائی گئی تھی، چھت کی بلندی صرف اس قدر تھی کہ کوئی بھی شخص کھڑا ہو کر چھو سکتا تھا، دروازہ ایک پلہ تھا، پردہ کے بطور کمبل لٹکا رہتا تھا، گھر کا کل اثاثہ ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ، دو آٹا رکھنے کے لیے مٹکے، پانی کا ایک برتن اور ایک پیالہ تھا۔۔۔۔ اس غریبانہ ماحول میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بحسن و خوبی خانہ داری کے امور انجام دیئے اور صبر و استقلال کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔

تربیت حضرت عائشہ صدیقہ:
سرکارِ دو عالم ﷺ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ محبت والفت کا برتاؤ کرتے تھے اور ان کو دل و جان سے چاہتے تھے مگر اس کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کا بھی بدرجہ کمال خیال کرتے تھے، اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے، جہاں کہیں کوئی خطا یا لغزش سرزد کرتیں فوراً آگاہ فرماتے۔
ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برائی بیان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ وہ تو اتنی سی ہے یعنی پستہ قد ٹھگنی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ یقین جان تو نے ایسی بات بول دی ہے کہ اگر اسے سمندر میں بھی ملا دیا جائے تو اسے بگاڑ دے۔ (مشکوۃ شریف)
حضور رحمت عالم ﷺ اکثر زہد فی الدنیا اور فکر آخرت اور خدا ترسی کی نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔۔۔۔ ایک مرتبہ معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عائشہ چھوٹے گناہوں سے بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ کرنے والا موجود ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)
ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا میں اتنا سامان کافی ہونا چاہیے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے، اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر، اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑ جب تک تو اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لیں۔ (مشکوۃ شریف)

اشاعت علم دین:
ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار میدان علم میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زبردست فقیہ، مفتیہ تھیں۔۔۔۔ جلیل القدر اکابرین صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے پاس قاصد بھیج کر مسائل معلوم کیا کرتے تھے۔۔۔۔ ہر سال حج بیت اللہ کو تشریف لے جاتی تھیں اور اطراف و اکناف کے شہروں سے برابر مسلمانوں کی جماعتیں آتیں اور آپ کے خیمہ کے باہر کھڑے ہوکر مسائل معلوم کرتیں اور آپ جواب دیتی تھیں۔۔۔۔ مکہ معظمہ میں زمزم کے پاس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردہ لگا کر بیٹھ جاتیں تو سوالات کرنے والوں کا ایک تانتا لگ جاتا۔۔۔۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۸/ سال باحیات رہیں اور اس دوران مسلسل خدمت علم دین کرتی رہیں۔۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محدثین نے روایات حدیث کی تعداد، ۲۲۱۰/ بتلائی ہے۔

عبادت وریاضت:
ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے وقت کے منفرد المثال عابدہ، زاہدہ اور پارسا خاتون خانہ تھیں۔۔۔۔ آپ اکثر و بیشتر روزے سے رہا کرتی تھیں اور نماز نفل بھی بہت پڑھتی تھیں۔۔۔۔ روزانہ چاشت کی نماز آٹھ رکعت پڑھتی اور فرماتی تھیں کہ میرے باپ بھی اگر قبر سے اٹھ کر آ جائیں تب بھی میں نماز چاشت پڑھنا ترک نہیں کروں گی، مطلب یہ کہ ان کی خدمت گزاری بھی میرے آڑے نہیں آئے گی۔۔۔۔ تہجد کی بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ پابند رہیں۔۔۔۔ خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ ایک بار دوزخ یاد آگئی تو رونا شروع کر دیا، حضور ﷺ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو عرض کیا! مجھے دوزخ کا خیال آگیا اس لیے رو رہی ہوں۔ (مشکوۃ شریف، بحوالہ: مقالات فیضان اشرف، صفحہ: ۱۹۱)
ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دربارِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جب سے آپ منکر نکیر کی آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر کیا ہے اسی وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے آنکھوں میں سرمہ، اور قبر کا مومن کو بھینچنا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی مشفق آہستہ آہستہ دبائے اور وہ اس سے راحت و آرام پائے، اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے، وہ قبر میں اس طرح دبائے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبایا جاتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

تاریخ وفات:
اللہ تعالیٰ کی نیک اور پیاری بندی ام المؤمنین، محبوبۂ رسول مقبول حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منگل کی شب ۱۸/ رمضان المبارک ۵۸ھ، کو اس دار فانی سے ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین و مومنات کو ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اتباع و پیروی میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد قمرالزماں نوری مصباحی راج محلی:
خطیب وامام اقرا مسجد، ٹیٹا گڑھ کولکاتا ۱۱۹
صدر مدرس مدرسہ قادریہ فیضان تاج الشریعہ
و جامعہ ام الخیر فاطمہ، نزد مدینہ مسجد، رہڑا، شمالی ۲۴/ پرگنہ و سکریٹری مجلسِ علمائے اسلام زونل کمیٹی شمالی ۲۴/ پرگنہ

مدارس کے استحکام میں اساتذہ وسفراء کا کردار اور ذمہ داران کی ذمہ داریاں

تحریر:
ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد
موبائل: ۹۳۲۵۲۱۷۳۰۶

دینی مدارس صدیوں سے اسلام کے مضبوط قلعوں کی حیثیت رکھتے آئے ہیں۔ یہی وہ ادارے ہیں جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے، جہاں سے علماء، ائمہ اور مبلغین تیار ہو کر امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں، اور جہاں سے دین کی روشنی نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اگر تاریخ کے آئینے میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی علمی روایت اور دینی شناخت کے تحفظ میں مدارس کا کردار بنیادی اور ناقابلِ فراموش رہا ہے۔

مدارس کی عمارتیں، نصاب اور انتظامی ڈھانچہ اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن در حقیقت ان اداروں کی اصل قوت وہ اساتذہ اور خدام ہوتے ہیں جو خلوص اور قربانی کے ساتھ ان کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ انہی میں ایک اہم طبقہ ان اساتذہ اور نمائندگان کا ہے جو مدارس کے لیے چندہ اور عطیات جمع کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک معمولی ذمہ داری محسوس ہوتی ہے، مگر حقیقت میں یہی وہ جدوجہد ہے جس پر مدارس کے مالی استحکام کا بڑا دار و مدار ہوتا ہے۔

یہ حضرات گلی گلی، محلہ محلہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر جا کر لوگوں سے مدارس کے لیے عطیات، صدقات اور زکوٰۃ کی رقوم جمع کرتے ہیں۔ وہ ہر دروازے پر جا کر مدارس کی ضروریات بیان کرتے ہیں اور اہلِ خیر کو اس کارِ خیر میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کی محنت دراصل اس دینی تعلیمی نظام کی بنیادوں کو مضبوط رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے جس سے ہزاروں طلبہ علمِ دین حاصل کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ان لوگوں کی قربانیاں اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں۔ جب عام لوگ اس بابرکت مہینے میں اپنے گھروں میں عبادت، راحت اور اہل و عیال کے ساتھ وقت گزارتے ہیں، اسی وقت مدارس کے یہ خدام اپنے گھر بار، بیوی بچوں اور آرام و سکون کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں کا سفر کرتے ہیں۔ گرمی، تھکن، اجنبیت اور مختلف مشکلات کے باوجود وہ دین کی خدمت کے اس فریضے کو پوری لگن کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ چندہ جمع کرنے کا یہ عمل بظاہر آسان نظر آتا ہے، لیکن دراصل یہ صبر، حوصلے اور اپنی انا کو قربان کرنے کا نام ہے۔ ہر شخص کے دروازے پر جا کر دستک دینا، اپنی ضرورت بیان کرنا اور کبھی انکار سننے کے باوجود صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھ جانا، یہ سب ایک عظیم اخلاقی قوت کا تقاضا کرتا ہے۔

اسی موقع پر وہ حضرات جو صاحبِ ثروت ہیں اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے یا جو زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں، ان سے نہایت ادب و احترام کے ساتھ یہ گزارش کی جاتی ہے کہ اگر مدارس کے معلمین یا سفراء زکوٰۃ و عطیات کی رقم کے لیے آپ کے پاس آئیں تو ان کے ساتھ خاطر تواضع اور اعزاز و اکرام کا معاملہ کریں۔ ان کا آپ کی خدمت میں آنا اپنے لیے باعث رحمت سمجھیں، کیونکہ در حقیقت وہ آپ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کو آسان بنا رہے ہیں۔ جب آپ انہیں زکوٰۃ کی رقم دیں تو اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ آپ اپنا ایک شرعی فریضہ ادا کر رہے ہیں، کوئی احسان نہیں کر رہے۔

اگر خدانخواستہ مدارس کے یہ کارکن اپنی ہمت کھو بیٹھیں اور چندہ جمع کرنے کی یہ جدوجہد رک جائے تو مدارس کے بہت سے شعبے شدید متاثر ہو سکتے ہیں۔ نہ جانے کتنے نادار اور یتیم طلبہ کی تعلیم رک جائے، کتنے مدارس کے اخراجات پورے نہ ہو سکیں اور کتنے علمی چراغ بجھنے کے خطرے سے دوچار ہو جائیں۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مدارس کے استحکام میں ان اساتذہ اور نمائندگان اور سفراء کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی کے ساتھ مدارس کے ذمہ داران پر بھی ایک بڑی اخلاقی اور دینی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جو افراد اپنے اداروں کے لیے اتنی مشقت برداشت کرتے ہیں، ان کے ساتھ حسنِ سلوک، ہمدردی اور انصاف کا معاملہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہمیں یہی درس دیتی ہیں کہ جو لوگ ہمارے ساتھ کام کرتے ہیں ان کے حقوق کا مکمل خیال رکھا جائے۔

اگر کوئی کارکن دن رات محنت کر رہا ہو، اپنی راحت اور سکون کو قربان کر رہا ہو اور اس کے باوجود اس کے ساتھ سختی، بے توجہی یا ناانصافی کا رویہ اختیار کیا جائے تو یہ یقیناً ایک افسوسناک بات ہے۔ احادیث میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب بنے گا۔ اس لیے اداروں کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کریں اور ان کی محنت و مشقت کی قدر کریں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ مدارس کے کارکنان اور نمائندگان کی اجرت، معاوضہ اور تنخواہوں کے حوالے سے بھی خصوصی توجہ دی جائے۔ جب کسی ادارے کے کارکنان کو مناسب تعاون، عزت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے تو وہ زیادہ خلوص اور دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں، جس کا فائدہ بالآخر ادارے اور معاشرے دونوں کو پہنچتا ہے۔

در حقیقت مدارس کے وہ اساتذہ اور خدام جو رمضان کے مقدس مہینے میں چندہ کے لیے در در جاتے ہیں، وہ اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ دینِ اسلام کی بقا اور امت کے بچوں کے مستقبل کے لیے یہ مشقت برداشت کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدارس کے اندر علم کے چراغ روشن رہتے ہیں اور آنے والی نسلیں دینی تعلیم سے بہرہ مند ہوتی رہتی ہیں۔

یہ لوگ دراصل دین کے وہ گمنام سپاہی ہیں جو بغیر کسی شہرت یا دنیاوی مفاد کے اللہ کے دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی قدر کریں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مدارس کے تمام اساتذہ، خدام اور نمائندگان کی قربانیوں کو قبول فرمائے، ان کی محنتوں کو امت کے لیے نافع بنائے اور انہیں دنیا و آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

عباسی حکومت میں کتابوں اور کتب خانوں کی اہمیت

ابو خالد قاسمی آسامی
استاذ جامعہ اسلامیہ گلزار قرآنیہ،
کلچھینہ غازی آباد

عہدِ عباسی اسلامی تاریخ کا وہ سنہری دور ہے جس میں علم، تصنیف و تالیف اور کتب خانوں کی غیر معمولی ترقی ہوئی۔ اس زمانے میں علمی سرمایہ صرف حافظے تک محدود نہیں رہا بلکہ کتابی شکل میں محفوظ ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں تقریباً ہر صاحبِ علم کے پاس ذاتی کتب خانہ موجود ہوتا تھا اور معاشرے میں کتابیں عزت و وقار کی علامت سمجھی جاتی تھیں۔ سب سے پہلے اس دور میں تصنیف و تالیف اور ترجمہ کی تحریک نے عربوں کی اس کمی کو دور کیا کہ ان کے پاس تحریری علمی سرمایہ کم تھا۔ اب لوگ صرف یادداشت پر نہیں بلکہ کتابت و تصنیف پر بھی فخر کرنے لگے۔ اس کے نتیجے میں علمی ذخیرہ بڑی تیزی سے بڑھا اور مختلف علوم و فنون کی کتابیں مرتب ہوئیں۔

عباسی خلفاء، وزراء اور امراء اپنے محلوں میں باقاعدہ کتب خانے قائم کرتے تھے اور قیمتی کتابیں جمع کرتے تھے۔ ابو بکر بن یحییٰ الصولی کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ راضی باللہ کے محل میں بھی لائبریری موجود تھی اور یہ روایت پہلے کے عباسی خلفاء میں بھی جاری تھی۔ اس سے پہلے کے خلفاء میں سفاح، منصور، مہدی، ہادی، ہارون رشید، امین، مامون، معتصم، واثق، متوکل، منتصر، مستعین، معتز، مہتدی، معتمد، معتضد، مکتفی اور مقتدر شامل ہیں۔ مؤرخین نے خاص طور پر منصور، ہارون رشید اور مامون کے ذاتی کتب خانوں کا ذکر کیا ہے۔

(اخبار الراضی باللہ والمتقی للہ، ص:۳۹)

علم کی عام اشاعت کے لیے صرف محلوں تک ہی لائبریریاں محدود نہیں تھیں بلکہ مساجد میں بھی عوام کے لیے کتب خانے قائم کیے جاتے تھے۔ ابو نصر احمد بن حامد اصفہانی اور حسان بن سعید المنیعی نے کئی مساجد میں عوام و خواص کے لیے لائبریریاں بنوائیں۔

(وفیات الاعیان، ج:۱، ص:۶۰-۶۱؛ الانساب، ص:۵۴۳)

اسی طرح عام گزرگاہوں اور راستوں کے کناروں پر بھی کتب خانے قائم کیے جاتے تھے تاکہ لوگ آسانی سے کتابوں سے استفادہ کر سکیں۔ یاقوت حموی کے بیان کے مطابق بعض شہروں میں اس قسم کی دس دس لائبریریاں موجود تھیں۔

(کتاب الحیوان، ج:۱، ص:۶۰-۶۱)

مسلمانوں میں مطالعہ کا غیر معمولی شوق تھا۔ مثال کے طور پر ابو بکر صولی جب راضی باللہ اور اس کے بھائی ہارون کو تعلیم دے رہے تھے تو اسی زمانے میں انہوں نے فقہ، ادب اور لغت کی کتابوں پر مشتمل لائبریری قائم کرنا شروع کر دی تھی اور دونوں بھائیوں کی الگ الگ ذاتی لائبریریاں تھیں۔

(اخبار الراضی باللہ والمتقی للہ، ص:۳۹-۴۰)

اس زمانے میں کتابیں گھر اور محفلوں کی زینت بھی سمجھی جاتی تھیں۔ بعض مالدار لوگ صرف اس مقصد سے کتابیں خریدتے تھے کہ معاشرے میں انہیں اہلِ علم سمجھا جائے۔

(نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، ج:۳، ص:۱۰-۱۱)

علماء اپنی اولاد کے لیے بھی الگ کتب خانے قائم کرتے تھے۔ مثلاً ابو الحسن علی بن عبداللہ الطائی نے اپنے بیٹوں ابو البرکات اور ابو عبداللہ کے لیے الگ الگ لائبریریاں بنوائیں، جب کہ ان کے پاس پہلے سے اپنی ذاتی لائبریری بھی موجود تھی۔

(معجم الادباء، ج:۶، ص:۲۲)

بعض کتب خانوں کے مالکان مطالعہ کرنے والوں کی مالی مدد بھی کرتے تھے۔ ابن سوار اور ابو القاسم موصلی اپنی لائبریریوں میں آنے والے طلبہ کو روپے پیسے اور دیگر تحائف دیتے تھے۔

(احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ص:۴۱۳؛ معجم الادباء، ج:۲، ص:۲۰)

کتابوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ بیٹیوں کو جہیز میں بھی کتب خانے دیے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر مشہور محدث امام اسحاق بن راہویہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عبداللہ زغدانی کی بیٹی سے اس لیے نکاح کیا تاکہ امام شافعی کی تصانیف پر مشتمل کتب خانہ حاصل ہو سکے۔

(الانساب، ص:۲۸۶)

اہلِ علم کتب خانوں کے حصول کے لیے سفر بھی کرتے تھے اور شعرا لائبریریوں کی تعریف میں اشعار کہتے تھے۔ مشہور شاعر ابو العلاء المعری نے بغداد کے کتب خانہ دار العلم کو دیکھ کر اس کے منتظم کی تعریف میں اشعار کہے۔

(انباہ الرواۃ، ص:۱۷۶)

اس دور میں کتابوں سے محبت اس حد تک تھی کہ بعض لوگ تنگیِ معاش کے باوجود اپنی کتابیں فروخت نہیں کرتے تھے۔ ابراہیم الحربی کا واقعہ مشہور ہے کہ اس نے اپنے بچوں کو بھوکا رکھا مگر اپنی لائبریری کی ایک کتاب بھی فروخت نہ کی۔

(تاریخ بغداد، ج:۶، ص:۳۳)

کتب خانوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ انہیں رہن پر بھی دیا اور لیا جاتا تھا، گویا ان کی حیثیت زمین اور جائیداد جیسی تھی۔ بعض اوقات کتابیں چوری ہو کر بازار میں فروخت بھی ہو جاتی تھیں۔

کتابوں کے لیے باقاعدہ عمارتیں بھی تعمیر کی جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر سابور بن اردشیر نے بغداد کے محلہ کرخ میں ایک شاندار کتب خانہ تعمیر کیا۔ اسی طرح ابو الشیخ بن محمد نے اصفہان میں لائبریری کی عمارت بنوائی۔

(کتاب المنتظم، ج:۷، ص:۱۷۲؛ خریدۃ القصر، ص:۲۵)

خلفاء اور حکمران بڑے علماء کے کتب خانے حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب امام احمد بن حنبلؒ کا انتقال ہوا تو خلیفہ متوکل علی اللہ نے ان کے بیٹے سے ان کا کتب خانہ خریدنے کی کوشش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

(تاریخ الاسلام، ص:۸۲)

علم اور کتابوں سے محبت کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ابو معشر فلکی حج کے سفر پر نکلا مگر راستے میں ایک لائبریری دیکھ کر مطالعے میں ایسا مشغول ہوا کہ اپنا سفرِ حج تک بھول گیا۔ اسی طرح کا واقعہ یاقوت رومی کے ساتھ بھی پیش آیا۔

(معجم الادباء، ج:۵، ص:۴۶۷؛ معجم البلدان، ج:۵، ص:۱۱۴)

اس دور میں کتابیں لکھنے والوں کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب حکمرانوں یا وزیروں کو پیش کرتا تو اسے مال و دولت اور قیمتی تحائف دیے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر وہب بن ابو اصیبعہ نے اپنی کتاب "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" وزیر کمال الدین کو پیش کی تو اسے بہت سے انعامات سے نوازا گیا۔

(عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ج:۳، ص:۲۸۶-۲۸۷)

چونکہ اس زمانے میں طباعت کا نظام موجود نہیں تھا اس لیے مصنفین اپنی کتابوں کے کئی نسخے خود لکھتے تھے تاکہ اصل نسخہ محفوظ رہے۔ وزیروں کے محلوں میں کاتبوں کا باقاعدہ انتظام ہوتا تھا اور بعض جگہوں پر چالیس چالیس تخت لگے ہوتے تھے جہاں کتابیں نقل کی جاتی تھیں۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۲، ص:۲۸۱؛ کتاب المنتظم، ج:۳، ص:۱۳۶)

الغرض عہدِ عباسی میں علم دوستی اور کتب بینی کا ایسا ماحول تھا کہ معاشرے کے عوام و خواص سب کتابوں کے شوق میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کتابیں حاصل کرنا، لائبریریاں قائم کرنا اور مطالعہ کرنا نہ صرف علمی ضرورت تھا بلکہ سماجی عزت، وقار اور ثقافتی ترقی کی علامت بھی سمجھا جاتا تھا۔

سیّد امتیاز جلیل: صحافت سے سیاست تک کا سفر اور رمضان، سماجی خدمت و مسلم سیاست۔

ممبئی ملک کی موجودہ سیاست میں چند ایسے چہرے بھی ہیں جنہوں نے صحافت جیسے ذمہ دار پیشے سے عوامی خدمت کے میدان میں قدم رکھا اور اپنی الگ شناخت قائم کی۔ ایسے ہی نمایاں ناموں میں سیّد امتیاز جلیل کا شمار ہوتا ہے، جو نہ صرف ایک تجربہ کار صحافی رہے بلکہ بعد میں سیاست کے میدان میں بھی اپنی فعال موجودگی کے سبب ملک بھر میں پہچانے گئے۔ وہ آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم) کے اہم رہنماؤں میں شامل ہیں اور اورنگ آباد (اب چھترپتی سمبھاجی نگر) کی سیاست میں ایک مضبوط آواز کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

امتیاز جلیل نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ انہوں نے تقریباً ۲۳ برس تک صحافت کے میدان میں خدمات انجام دیں۔ اس دوران وہ ۱۱ برس تک روزنامہ لوک مت سے وابستہ رہے اور بعد ازاں ۱۲ برس تک این ڈی ٹی وی میں بطور صحافی کام کرتے رہے۔ میدانِ صحافت میں طویل تجربے کے بعد انہوں نے ۲۰۱۴ میں عملی سیاست میں قدم رکھا اور اسی سال مہاراشٹر اسمبلی کے انتخابات میں اورنگ آباد کے مرکزی حلقے سے آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین کے امیدوار کے طور پر کامیابی حاصل کر کے اسمبلی پہنچے۔ اس طرح وہ ۲۰۱۴ سے ۲۰۱۹ تک مہاراشٹر قانون ساز اسمبلی کے رکن رہے۔ سیاست میں ان کی مقبولیت اس وقت مزید نمایاں ہوئی جب ۲۰۱۵ کے اورنگ آباد میونسپل کارپوریشن انتخابات میں ان کی قیادت میں اے آئی ایم آئی ایم نے پہلی بار حصہ لیا اور حیرت انگیز طور پر ۲۵ نشستیں جیت کر اپنی سیاسی موجودگی کا بھرپور احساس دلایا۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ کے لوک سبھا انتخابات میں انہوں نے ونچت بہوجن اگاڑی کے ساتھ اتحاد کرتے ہوئے اورنگ آباد پارلیمانی حلقے سے انتخاب لڑا اور شیو سینا کے سینئر رہنما چندر کانت کھیرے کو شکست دے کر رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔ امتیاز جلیل نے بطور عوامی نمائندہ کئی سماجی مسائل پر آواز بلند کی۔ ان کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ۲۰۱۶ میں ایک سماجی تنظیم نیو دیا دنیان پر سارک منڈل نے انہیں "بہترین ایم ایل اے" کے اعزاز سے بھی نوازا۔ اس کے علاوہ برطانوی ہائی کمیشن نے نوجوان سیاست دانوں کے ایک مطالعاتی دورے کے لیے لندن مدعو کیا تھا جس میں منتخب ہونے والے ۱۲ سیاست دانوں میں امتیاز جلیل بھی شامل تھے اور مہاراشٹر سے وہ واحد نمائندہ تھے۔

رمضان المبارک کے حوالے سے انہوں نے کہا: "رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں میں اپنی سیاسی مصروفیات کو کافی حد تک کم کر دیتا ہوں۔ عام دنوں کے مقابلے میں اس مہینے میں میرا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کروں۔ دفتر جاتا ہوں تو وہاں بھی قرآن پڑھتا ہوں اور گھر پر بھی روزانہ تلاوت مکمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ رمضان صرف عبادت کا مہینہ نہیں بلکہ اپنے آپ کو نظم و ضبط میں لانے کا بھی بہترین موقع ہے۔ اسی لیے وہ اس مہینے میں زیادہ وقت اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچپن کی عید اور یادگار لمحے

رمضان اور عید کی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے امتیاز جلیل کا انداز بھی جذباتی ہو جاتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ بچپن میں عید کا دن ان کے لیے خاص خوشیوں کا دن ہوتا تھا۔ "ہم تین بھائی تھے۔ عید کی نماز پڑھنے کے بعد ہم سیدھے اپنی نانی کے گھر جایا کرتے تھے۔ نانی ہم تینوں بھائیوں کو ملا کر دس روپے عیدی دیا کرتی تھیں۔ چونکہ ہمارا ایک بڑا بھائی تھا اس لیے اسے چار روپے ملتے تھے اور ہم دونوں چھوٹوں کو تین تین روپے۔ ہمیں ہمیشہ یہی شکایت رہتی تھی کہ بڑے بھائی کو ایک روپیہ زیادہ کیوں مل رہا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس زمانے کے دس روپے کی جو قدر اور محبت تھی وہ آج لاکھوں روپے میں بھی محسوس نہیں ہوتی۔ انہوں نے اپنے والد کی مہمان نوازی کا بھی ذکر کیا۔ ان کے مطابق عید کے دن ان کے گھر مختلف مذاہب اور طبقات کے لوگ آیا کرتے تھے۔ "میرے والد کے دوستوں میں ڈاکٹر، وکیل اور مختلف پیشوں سے وابستہ لوگ شامل تھے۔ ہم نماز پڑھ کر گھر آتے تھے تو دیکھتے تھے کہ گھر میں پہلے سے ہی مہمان موجود ہیں اور سب شیر خرمہ کھانے کے انتظار میں ہوتے تھے۔ اس ماحول نے ہمیں بچپن سے ہی رواداری اور بھائی چارے کا سبق دیا

۔"صحافت سے سیاست میں آنے کے تجربے پر امتیاز جلیل کہتے ہیں کہ دونوں میدانوں میں بنیادی فرق اختیار اور اثر کا ہے۔ ان کے مطابق: "صحافت میں آپ مسائل کو اجاگر کرتے ہیں، لوگوں کی آواز بنتے ہیں اور حکومت کو آئینہ دکھاتے ہیں۔ لیکن جمہوریت کے اندر اصل فیصلے ایوانوں میں ہوتے ہیں۔ اگر آپ کی آواز وہاں موجود نہیں ہے تو پھر مسائل کا حل نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی احساس نے انہیں سیاست میں آنے پر آمادہ کیا۔ موجودہ دور میں آپ چاہے اخبار میں جتنا بھی لکھ لیں یا ٹی وی پر جتنا بھی دکھا دیں، جب تک پارلیمنٹ اور اسمبلی میں آپ کی نمائندگی نہیں ہوگی، تب تک مسائل کا مستقل حل نکلنا مشکل ہے۔" "مسلم معاشرے کی سیاسی حالت پر اظہار خیال کرتے ہوئے امتیاز جلیل کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی طاقت کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ "جمہوریت میں فیصلے سیاسی قوت کے ذریعے ہوتے ہیں۔ اگر کسی طبقے کی اپنی سیاسی شناخت اور مضبوط نمائندگی نہیں ہوگی تو اس کے مسائل کو سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا۔ مسلمانوں کو بھی یہ بات سمجھنا ہوگی کہ سیاسی شعور اور اتحاد کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔"

انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ انتخابات کو صرف ایک کاروبار بنا لیتے ہیں۔ "بدقسمتی سے کچھ لوگ ہر الیکشن میں صرف اس لیے امیدوار بن جاتے ہیں کہ انہیں کسی پارٹی سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے۔ ان کا مقصد جیتنا نہیں بلکہ ووٹ تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح مسلم قیادت کو کمزور کیا جاتا ہے۔"

امتیاز جلیل تسلیم کرتے ہیں کہ مسلم نوجوانوں میں اب ایک نیا شعور پیدا ہو رہا ہے اور وہ سیاست اور سماجی خدمات میں حصہ لینے کے لیے تیار ہیں۔

امتیاز جلیل کے مطابق "میں نے حال ہی میں ممبئی میں کارپوریشن الیکشن کے لیے پارٹی اُمیدواروں کے انٹرویوز لیے تھے۔ وہاں بڑی تعداد میں پڑھے لکھے نوجوان جن میں لڑکیاں بھی تھیں جو سماج کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں صرف ایک پلیٹ فارم کی ضرورت ہے۔" ان کے مطابق مجلس کی کوشش یہی ہے کہ نئے اور باصلاحیت لوگوں کو آگے لایا جائے۔" حالیہ انتخابات میں بھی نئے چہرے سامنے لائے۔ یہ ایک مثبت تبدیلی ہے اور اس سے مسلم نوجوانوں میں اعتماد پیدا ہوگا۔"

مسلمانوں کی ترقی میں تعلیم کو بنیادی ستون قرار دیتے ہوئے امتیاز جلیل نے کہا کہ موجودہ دور میں تعلیم کے بغیر کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ انہوں نے کہا: "آج کا دور علم اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اگر نوجوان تعلیم حاصل کریں گے تو نہ صرف اپنی زندگی بہتر بنا سکیں گے بلکہ معاشرہ کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کریں گے۔"

ان کے مطابق مسلمانوں میں تعلیمی شعور بڑھ رہا ہے اور نوجوان بڑی تعداد میں اعلیٰ تعلیم کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے۔

رمضان کا پیغام

گفتگو میں امتیاز جلیل نے رمضان المبارک کے روحانی پیغام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ مہینہ انسان کو صبر، برداشت اور دوسروں کی مدد کرنے کا درس دیتا ہے۔ دراصل رمضان ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ انسانیت، ہمدردی اور خدمتِ خلق بھی عبادت کا اہم حصہ ہیں۔ اگر ہم ان اقدار کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں تو معاشرہ یقیناً بہتر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی برکتوں سے سب کو فیضیاب کرے اور ملک میں امن، اتحاد اور بھائی چارہ قائم رہے۔

اس طرح سیّد امتیاز جلیل کی زندگی کا سفر نہ صرف صحافت سے سیاست تک کی ایک دلچسپ داستان ہے بلکہ یہ اس بات کی بھی مثال ہے کہ اگر عزم اور مقصد واضح ہو تو انسان کسی بھی میدان میں نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے۔

Javed Jamaluddin,
Editor In Chief ./HOD
Contact :9867647741.
۰۲۲۲۴۱۶۷۷۴۱